ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳۰ مارچ ۱۹۵۶

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

فہرستِ مضامین

صبحِ آزادی

(از ابو العلا چشتی)

آج کی یہ صبحِ آزادی بھی کیا پُر نور ہے
کیوں نہ ہو؟ یہ مطلعِ سلطانیٔ جمہور ہے

کیا ہی بہجت خیز و عشرت زا ہے یہ تیئیس مارچ
آج پاکستان کیا دل شاد کیا مسرور ہے

شاد ہیں ہم اس مبارک دور کے آغاز پر
جس میں آزادی ہے اک آئین اک دستور ہے

اللہ اللہ! آج اس نصرت پہ بزم آرائیاں
خلد میں بھی اہتمامِ بزمِ رقصِ حور ہے

نشۂ آزادیٔ دہقانِ بے مایہ نہ پوچھ!
دانۂ گندم بھی اس کو خوشۂ انگور ہے

جشنِ آزادی میں ہیں ملکی بھی سارے منہمک
فوج بھی عشرت کناں طابور در طابور ہے

باغِ آزادی میں بے کھٹکے ثمر لوٹیں گے ہم
للہ الحمد! اب کوئی خدشہ نہ ناسور ہے

دورِ پاکستاں میں ہے سلطانیٔ جمہور کا
ہر کوئی یاں ہم دماغِ قیصر و فغفور ہے

عرصۂ جمہوریت میں بے خطر اٹھیں گے پاؤں
خرخشہ مفقود ہے اور دغدغہ کافور ہے

کرتے ہیں آرائشِ سرحد وہ خونِ پاک سے
ہندیوں کو بھی خوشی اس جشن کی منظور ہے

آزمائش کی گھڑی ہے اے خدا کر کامیاب
اب ہمارے سامنے اسلام کا منشور ہے

آپ کا فرض

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ تمہارے پاس اللہ کی کتاب کی کوئی آیت یا میری کوئی حدیث پہنچے تو اسے لوگوں میں مشہور کر دو۔ آپ کا رسالہ "خدام الدین" ارشاداتِ خداوندی اور فرمودات نبوی پر ہی مشتمل ہوتا ہے۔ لہذا آپ کا دینی فرض ہے کہ اس کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اور اسکے خریداروں کی تعداد بڑھا کر ثوابِ دارین حاصل کریں!

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد ۱ | یوم جمعہ ۱۶ شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۵۶ء | شمارہ ۴۶

سرحدات پر کیا ہو رہا ہے؟

ہند و پاکستان کی سرحدات پر گزشتہ چند دنوں سے دونوں اطراف کی سرحدی پولیس میں تصادم جاری ہے۔ واقعات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کشمکش میں پہل بھارت نے کی۔ اصل بات سیٹو سے شروع ہوئی اور امریکہ اور برطانیہ کی دوغلی حکمتِ عملی نے اس سرد جنگ کو تیز ہوا دی۔ پاکستان بہت عرصہ پہلے کہہ چکا تھا کہ اس کا سب سے بڑا خارجی مسئلہ کشمیر کا ہے اور اس کے حلیف ممالک کا فرض ہے کہ وہ کراچی والے اجلاس میں اس کے مؤقف کی تائید کریں۔ برطانوی وزیر خارجہ نے انتہائی کوشش کی کہ کشمیر زیر بحث ہی نہ آئے اور یہی بات وہ بھارت میں بھی کہہ آئے تھے۔ لیکن پاکستان اس مسئلہ کو زیر بحث لانے پر مصر تھا۔ چنانچہ جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو امریکہ و برطانیہ کو کھلے بندوں اعترافِ حق کرنا پڑا اور وہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ پاکستان استصواب رائے کے ذریعے کشمیر کا فیصلہ چاہتا ہے اور یہی اقوام متحدہ کا فیصلہ ہے۔ لیکن ہندوستان ہر ممکن طریقہ سے رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

امریکہ و برطانیہ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نمائندے بھارت پہنچتے ہی ان بیانات کو بدلنے لگ گئے۔ بلکہ وزیر خارجہ امریکہ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ امریکہ پاکستان کو امریکی اسلحہ کا غلط استعمال کرنے نہیں دیگا۔ اگر پاکستان نے ہندوستان پر حملہ کیا تو امریکہ بھارت کا ساتھ دے گا۔ حالانکہ ایسے بیانات کا موقع ہندوستان میں نہ تھا بلکہ یہی چیزیں سیٹو کانفرنس میں کہنا چاہئیں تھیں۔ تاکہ ہندوستان بھی بپھلا نہ اٹھتا اور خود سیٹو بھی اشتراکیت کے خلاف جارحانہ عزائم رکھنے کے الزام سے بچتی۔ لیکن حالات نے بتا دیا کہ مغربی ممالک کی ایشیائی ممالک کے متعلق پالیسی نیک نیتی پر مبنی نہیں۔

دوسری طرف ہندوستان اپنی خارجہ پالیسی کو متوازن نہ رکھ سکا اور اس نے پاکستان کو خوف زدہ کرنے اور امریکی اسلحہ کی امداد روکنے کی غرض سے سرحدات پر دباؤ ڈال کر بعض مقامات پر چھیڑ خوانی بھی کی۔ ضلع فیروز پور کی سرحد پر اس نے اچانک پہل قدمی کر کے ۱۱ سرحدی پولیس کے جوان شہید کئے اس کے بعد بھی وزیر اعظم پاکستان کے جنگ نہ کرنے کے اعلان کا ہندوستان کی طرف سے خیر مقدم کرنے کے باوجود اور دونوں طرف کے سرحدی افسران کے معاہدے کی موجودگی میں تا حال بھارت اپنی خطرناک روش سے باز نہیں آیا۔

وزیر اعظم پاکستان پارلیمنٹ میں اس امر کا اعلان کر چکے ہیں کہ پاکستان کسی صورت میں بھی جارحانہ اقدام کا ارادہ نہیں رکھتا اور تمام مسائل کا حل باہمی گفت و شنید اور دوست ممالک کی مفاہمت سے کرنا چاہتا ہے لیکن اگر ہندوستان کی نیت درست نہیں اور وہ کسی بھی پاکستانی علاقے پر تسلط رکھنا چاہتا ہے تو ہم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہاتے ہوئے بڑی بڑی قربانیوں سے حاصل کردہ آزادی کو بر قرار رکھیں گے۔

وزیر اعظم کا اعلان واضح ہے تاہم اُن کی تائید ہم ان الفاظ میں کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمان صلح کُل بھی ہے اور بردبار بھی درگزر بھی کر جاتا ہے اور رحم دلی کا بھی مظاہرہ کر دیتا ہے۔ لیکن ایک حد تک! وہ کسی کو اپنی ان صفات سے ناجائز فائدہ حاصل کرنے نہیں دیتا۔ اس کی تیرہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ یہ اپنی آزادی حریت۔ غیرت اور اسلام پر فدائیت کا چیلنج برداشت نہیں کر سکتا۔ اور جب ان پر آ بنتی ہے تو اپنے پرائے سے ٹکرا جاتا ہے۔

ہندوستان نظر انداز نہ کرے کہ پاکستان کی مسلمان قوم ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ اپنی زندگی اسلاف کی راہ پر بسر کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔ اس قوم پر اپنے ملک کی حفاظت اغیار کی طرح اپنی ملکیت کے تصور پر فرض نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ اللہ کی سرزمین ہے۔ اللہ کا نام لینے والے کروڑوں انسانوں کا مسکن ہے۔ اس لئے کہ اس سرزمین کی لاکھوں مساجد سے اللہ کا نام دن میں پانچ مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی خاطر خون کی ندیاں بہائی گئی تھیں۔ اس لئے ہم ہندوستان کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس قوم کی آزادی کو سلب کرنا بازیچۂ اطفال نہیں۔ اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس قوم کی جرأت امریکی اسلحہ کی مرہون منت نہیں ہے۔ یا مغربی ممالک کی شہ پر نہیں۔ بلکہ نصرت الٰہی کی امید پر! یہ جرأت نئی نہیں بلکہ ہمارا ورثہ اس لئے ہے کہ ہماری گھٹی میں ہے۔ ہندوستان اپنے مؤقف پر ذرا نظر ثانی کرے۔

(ایڈیٹر)

قسطِ پنجم

الہام، وحی اور کشف

از صاحبزادہ ابوالفیض محمد امیر خسرو اشعری چشتی مانسہرہ (ہزارہ)

الالہام وھو القاء معنیً فی القلب بطریق الفیض لا الکسب (قطب الارشاد ص۶۱)

ترجمہ:- الہام ایک القاء کا نام ہے۔ یعنی کسی چیز کے ڈالنے کا نام ہے۔ جو کہ بطریق فیض کسی کے دل میں کوئی چیز ڈالی جائے جس میں کسب کو مجال نہیں ہے۔ الہام میں فرشتہ کا واسطہ نہیں ہوتا۔ اور وحی میں فرشتہ کا واسطہ ہوتا ہے۔ وحی میں فرشتہ حاضر ہوتا ہے۔ اور صاحب وحی اس کو دیکھتا ہے اور اس کی کلام کو سنتا ہے۔ اور الہام میں یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتیں۔ وحی کشف صوری ہے اور الہام کشف معنوی ہے۔ وحی خواص نبوت سے ہے اور الہام خواص ولایت سے ہے۔ وحی غیر کے لئے قابل حجت ہے۔ اور الہام اہل حق کے نزدیک حجت نہیں ہے۔ الہام کی دلیل اس آیۂ کریمہ میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۃ العنکبوت رکوع ۷ پ۲۱)

ترجمہ:- جن لوگوں نے ہمارے حق میں مجاہدہ کیا۔ ہم ان کو اپنے راہوں کی ضرور ہدایت دیں گے۔ یہ ہدایت بمعنی الہام ہے اور ایک اور آیت میں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (سورہ الفرقان رکوع ۱۷ پ۹)

(ترجمہ) اے ایمان والو۔ اگر تم اللہ سے ڈروگے تو اللہ تمہارے لئے فرقان بنائے گا۔

اور فرقان کی تعریف یہ ہے:-

الفرقان نور یفرق بہ بین الحق والباطل (قطب الارشاد ص۱۱۲)

(ترجمہ) فرقان ایک نور ہے جس سے حق اور باطل کے درمیان تمیز کی جاتی ہے (انتہیٰ)۔

کشف کہتے ہیں دور ہو جانا پردہ کا۔ کشف دو قسم کا ہے۔ کشف صوری جس سے دنیوی اشیاء منکشف ہوں۔ کشف معنوی جس سے اخروی اشیاء منکشف ہوں۔ صاحب کشف وہی ہوگا جو کہ مقبول نظر ایزدی ہوگا۔

پس سالک کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر میں کشف و الہام اور کرامات کی تلاش نہ کرے۔ کیونکہ ان چیزوں کا کمال کے لیے کوئی دخل نہیں ہے۔ اہل سلوک و حق کے نزدیک الکرامۃ حیض الرجال (قطب الارشاد ص۶۳) کرامت مردوں کا حیض ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے:-

لو نظرتم الیٰ رجل اعطی من الکرامات حتے تربع فی الھواء فلا تغتروا بہ حتے تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنھی وحفظ الحدود واداء الشریعۃ (انتہیٰ قطب الارشاد ص۶۳)

ترجمہ:- اگر تم نے کسی آدمی کو دیکھا ہو جس کو بے شمار کرامات دی گئی ہیں۔ حتےٰ کہ وہ ہوا میں اڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ تو تم اس کے اس فعل پر دھوکہ مت کھاؤ بلکہ تمہیں چاہیے کہ اس میں اوامر الٰہی و نواہی و حفاظت حدود اللہ و پابندیٔ احکام شرع کو دیکھو کہ وہ خلاف شرع ہے یا کہ موافق شرع ہے بڑی کرامت تو موافقت شریعت ہے۔

حضرت ابو علی جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

کن طالبا للاستقامۃ لا طالبا للکرامۃ فان نفسک متحرکۃ فی طلب الکرامۃ وربک یطلب منک الاستقامۃ۔

ترجمہ:- تو طالب استقامت ہو اور طالب کرامت نہ ہو۔ تیرا نفس تو طالب کرامت ہے اور طلب کرامت کی طرف حرکت کرتا ہے حالانکہ تیرا رب تجھ سے طالب استقامت ہے۔

مومن کی فراست کی دو آنکھیں ہیں۔ ایک آنکھ نور الٰہی سے معمور ہے جس کی طفیل بعض اولیاء بعض لوگوں کے احوال کو جانتے ہیں۔ دوسری آنکھ سے دلائل اور تجربہ کی بناء پر لوگوں کے احوال جانتے ہیں۔ فراست تین قسم کی ہے۔

(۱) فراست ایمانیہ جس کا سبب نور الٰہی ہے جو کہ اولیاء اللہ کو حاصل ہے (۲) فراست ریاضیہ جو کہ بھوکا رہنے اور تمام رات جاگنے اور خلوت علیحدگی اور باطن کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ نمبر ۲ فراست مومن اور کافر کو یکساں طور پر حاصل ہے یہ فراست ایمان اور ولایت پر دال نہیں ہے (۳) فراست خلقیہ ہے جو کہ خلقیت پر نظر کر کے خلقیت پر استدلال کرتے ہیں۔ یہ فراست اطباء اور حکماء میں پائی جاتی ہے۔ اس کا بھی قرب الٰہی سے کوئی تعلق نہیں ہے اس فراست میں مسلمان۔ یہود نصاریٰ و اہل ہنود سب شریک ہیں۔ مومن کے لئے اور ولی کامل کے لئے صرف فراست ایمانیہ ہے۔ جو کہ وصل جناب باری تعالیٰ کے لئے واحد ذریعہ ہے!

(باقی آئندہ)

وظائفِ لطائف

دعائے کفّارۂ مجلس

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ۝

ترجمہ:- اے اللہ تو اپنی خوبیوں کے ساتھ پاک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

فائدہ:- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے تو کئی کلمے فرماتے میں نے اُن کلموں کی بابت دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اچھا کلام کیا جاوے (یعنی مجلس میں) تو یہ کلمے اُس پر قیامت تک مہر ہو جاتے ہیں اور اگر کچھ اس میں بُری کلام ہو گئی ہو تو یہ کلمے اس کے کفارہ ہو جاتے ہیں۔ نسائی ۱۲ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات)

بیمار پرسی

لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى (بخاری ۱۲ مشکوٰۃ باب عیادت المریض مختصراً)

ترجمہ:- کچھ ڈر نہیں۔ یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

● - ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیمار کو پوچھنے کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے (بخاری ۱۲ مشکوٰۃ باب عیادت المریض مختصراً)

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا ۝

ترجمہ:- شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جس نے مجھ کو اس سے بچایا کہ تجھ کو اس میں مبتلا کیا اور مجھ کو بہت مخلوق پر فضیلت دے کر افضل کیا۔

● حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کسی کو مصیبت میں گرفتار دیکھے تو یہ دعا پڑھے تو وہ اس بلا سے محفوظ ہی رہے گا۔ (ترمذی ابن ماجہ عن ابن عمر مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات)

فائدہ:- اگر کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھے تو یہ دعا پکار کر پڑھے تاکہ وہ شخص متنبہ ہو اور توبہ کرے۔ اور اگر بیماری میں مبتلا دیکھے تو آہستہ کہے کہ وہ آزردہ اور غمگین نہ ہو۔

(خاموش مبلغ)

نعت

(از مولینا محمد افضل صاحب حافظ لاہور)

جلو میں لیکے صد ہا بیّنات و معجزات آیا — بسانے کائنات دل کو فخرِ کائنات آیا

منادی ہو گئی دُنیا میں اب توحید چمکیگی — کہ وقت اختتام سطوتِ لات و منات آیا

دیا مژدہ گنہگاروں کو لطف کبریائی نے — نہ کھاؤ غم شفاعت کو وُہ غمخوار عصاۃ آیا

پیمبرؐ نام لے لے کر بچے جس کا مصائب سے — وُہ شاہِ انس و جاں آیا وہ فرمانِ نجات آیا

فلک پر چاند دو ٹکڑے ہُوا جس کے اشارے سے — گرے بُت جسکے قدموں پر وہی عالی صفات آیا

کھلی ہی رہ گئیں حیرت سے آنکھیں اہل عالم کی — وُہ دولھا اپنے پروانوں کی جب لیکر برات آیا

ملا بے مثل حل اقوام عالم کے مسائل کا — وُہ مولا عرش سے لیکر جو دستورِ حیات آیا

زبانیں گنگ ہو کر رہ گئیں سب فیلسوفوں کی — وُہ امی کاشفِ اسرارِ روحِ کائنات آیا

گھٹائیں ظلمتوں کی چھٹ گئیں آفاق و انفس سے — وُہ خورشید ضیا افشاں محیطِ شش جہات آیا

بحمد اللہ ساری مشکلیں حل ہو گئیں میری — مدد کو لطفِ باری سے وہ حلّ مشکلات آیا

تصوّر سے مقامِ ربّ کے لرزاں تھا دلِ حافظ

تعالی اللہ نگاہِ شاہِ بطحا سے ثبات آیا!

دار القضاۃ قبائل

(کربوغہ شریف)

از عبد الحنان قریشی مدرس گورنمنٹ مڈل سکول گرگری ضلع کوہاٹ

معذرت:۔ ہمارا شہرۂ آفاق مذہبی جریدہ خدام الدین جو کہ مخدوم العلماء و الصوفیا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی اللہ رب العالمین کے فضل و کرم سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ پاکستان کے علاوہ ہندوستان میں بھی اس کی اشاعت روز افزوں ہے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانانِ پاک و ہند کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس کارِ خیر میں بیش از بیش حصہ لے کر داخل حسنات ہوں۔ رسالہ ہذا میں فاضل علمائے اسلام کے مضامین متفرق عناوین کے تحت آئے دنوں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جو کہ اسلامی معاشرہ کی اصلاح اور فلاح و بہبود کے لئے ہر اعتبار سے باعث خیر و برکت ہیں۔ غالباً ہر لکھنے والے کو قلم اٹھانے سے پہلے کافی سوچنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ جو کچھ وہ لکھ رہا ہے آیا اس میں خود نمائی اور خود غرضی کا کوئی پہلو تو کارگر نہیں ہے۔ اور جو کچھ وہ لکھ رہا ہے دیئے ہوئے عنوان کے تحت کوئی اصلیت رکھتا ہے یا نہیں!...

اس حقیقت کے پیش نظر مجھ جیسے لاشئے کا علمی کم مائیگی کی بنا پر دل دہل رہا ہے۔ لیکن مسلم معاشرہ کا ایک ادنےٰ فرد ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کربوغہ شریف کے متعلق سنا اور خود جا کر تحقیق و مشاہدہ کیا مبلغین و مناظرین اسلام کی خدمتِ بابرکت میں بعنوانِ دار القضاۃ قبائل پیش کروں...

؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

کربوغہ شریف:۔ کوہاٹ سے ٹل کی جانب ۴۷ میل کے فاصلہ پر دوآبہ پولیس سٹیشن ہے دوآبہ سے ٹھیک جنوب کی طرف ۶ میل کے فاصلہ پر کربوغہ کی دیندار اور شریف بستی ہے۔ کربوغہ گرگری سے شمالاً ۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور عین وسط میں کافی لمبا پہاڑ ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے یہی پہاڑ درہ خٹک اور علاقہ بنگش کے درمیان حدِ فاصل ہے سوائے کربوغہ شریف کے اکثر و بیشتر جگہوں میں پانی کی ناقابل برداشت قلت ہے۔ ۹ مارچ (۱۹۵۶) کو چند احباب کی معیت میں شوقِ دید کربوغہ اور ادائیگی نماز جمعہ کی غرض سے عازم کربوغہ ہوئے۔ گرگری سے شمالاً پہاڑ کے سرے پر پہنچے تو نیچے پہاڑ کی دامن میں سرزمین صالحین پر نظر پڑی۔ اس پاک بستی کے تین ملحقہ گاؤں ہیں۔ کربوغہ سے شمالاً، شرقاً اور غرباً کافی دور فاصلہ تک ہموار قابلِ کاشت زمین کے ٹکڑہ جات ہیں جو کہ گرداگرد پہاڑیوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ بستی کی قریبی اراضی میں تین سو سے زائد کنوئیں ہیں۔ جو کہ ریگستانی علاقہ میں باعث حیرت ہیں۔ حالانکہ گرد و نواح کے علاقہ جات میں رہنے والے پانی کو ترس رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھنے کے بعد میں نے جنوباً درہ خٹک پر نگاہ ڈالی اور بڑی حیرت سے عرض پرداز حضور باری ہوا۔ "یا اللہ اس قدر لمبے اور چوڑے درے میں جہاں بیسیوں بستیاں اور ہزاروں انسان آباد ہیں۔ پانی نایاب ہے۔ لیکن کربوغہ کی چھوٹی سی پہاڑیوں سے گھری ہوئی بستی کشمیر کی حسین وادیوں کا نقشہ پیش کر رہی ہے یہ تعجب انگیز تفاوت کیوں؟ حالانکہ پہاڑ کے دونوں طرف زمین ایک جیسی ہے۔ لیکن کربوغہ کی مقدس فضا زبان حال سے کہہ رہی تھی ؎

جمالِ ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حضرات یہ حقیقت ہے جیسے کہ ارشاد ہے

من کان للہ کان اللہ لہ

جو شخص اتباعِ نبی اکرم صلعم کرتے ہوئے حقیقتاً اللہ تبارک و تعالیٰ کا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر کام میں مدد فرماتے ہیں۔ ان دنوں اس علاقہ میں کافی سے زیادہ بارانِ رحمت کا نزول ہو رہا ہے اور فصل وغیرہ اچھے ہیں۔ لیکن ایک ماہ قبل یہاں کے موسم اور فصلوں کی حالت نہایت مایوس کن تھی۔ اس لئے کہ کافی عرصہ سے بارش نہیں ہوئی تھی۔ یہاں کے عوام خورد و کلاں ہزاروں کی تعداد میں صلوٰۃ استسقا کے لئے گرگری کے قریب جمع ہوئے ایک اجتماع میں لاشئے کو بھی کچھ عرض کرنے کا موقعہ ملا میں نے مجمع عام سے مخاطب ہوتے ہوئے عرض کی۔

"بزرگو اور بھائیو! ہر مرض اور ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی علت ضرور ہوتی ہے۔ انسان جب احکام الٰہی کی تعمیل میں سستی اور لاپرواہی برتتا ہے تو باری تعالےٰ گرفت کرتے ہیں۔ اس کے مال و جان، شان و شوکت اور جاہ و جلال ہر چیز میں کمی واقع ہوتی چلی جاتی ہے آج جبکہ اس علاقہ میں بارانِ رحمت کا نزول نہیں ہو رہا اس کی علت ہم لوگوں کے برے اعمال ہیں۔ اگر آج ہم خلوص دل سے اپنے گزشتہ گناہوں پر نادم ہو کر حضور رب العزت میں تائب ہوں اور آئندہ کے لئے مستقیم الحال رہنے کی اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہیں تو یقیناً اللہ تبارک و تعالےٰ ہم پر رحم فرمائیں گے۔ وہ اللہ جو اس کائنات کا خالق ہے۔ وہ اس کے ذرے ذرے کو خشک یا تر رکھنے پر ہر وقت قادر ہے۔ وہ اللہ جس نے بحیرۂ قلزم جیسے تاریک سمندر کے اندر خشکی کی راہیں پیدا کر کے حضرت موسےٰ کو مع بنی اسرائیل کے سلامت پار کر دیا۔ اور

فرعون

نامراد کو اُن کو دیکھتے دیکھتے سرکشی اور بغاوت کے سبب غرقِ آب کر دیا۔ جس کی لاش آج بھی مصر کے عجائب گھر میں باعث عبرت ہے۔ وہ اللہ جس نے دہشت ناک آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو سرد کر کے اپنے خلیل کی عظمت کی دھاک کفار کے قلوب پر بٹھا دی۔ وہ اللہ جس نے عبرتناک طوفان کی سطح پر جو کہ دنیا کے بلند ترین پہاڑوں سے بھی اپنی سطح بلند رکھتا تھا حضرت نوحؑ کو دیگر ایمانداروں کے ساتھ محفوظ و مامون رکھا۔ اگر آپ لوگ بھی صحیح معنوں میں اللہ والے بن جائیں تو اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں کہ وہ ان ریگستانوں کو گلستان نہ بنا دے۔ کیا وہ آگ سے پھول بنانے پر قدرت رکھتا ہے۔ اور ریگستانوں کو گلستان بنانے پر قادر نہیں؟ ہاں! یقیناً وہ ہر بات پر قادر ہے۔ وہ جیسے چاہے ویسے ہی کر سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ صحیح معنوں میں مومن اور مسلمان ہوں۔ مقام حیف ہے کہ آپ لوگ راہگیر سفید پوش بھلے مانس اور بے ضرر مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔ اپنی لڑکیوں کو بیچنے اور سودا کرنے کی لعنت آپ لوگوں میں عام ہے۔ دو دو تین تین مرلے زمین حاصل کرنے کے لئے یا کسی مسلمان بھائی کی بیوی بدقسمتی سے خوبصورت ہو اُسے جبراً حاصل کرنے کے لئے اپنے مسلم بھائی کو بلاقصور بیدردی سے قتل کر دیتے ہو۔ چوری چکاری، ڈاکے اور زناکاری کے لئے سرد راتوں کی تاریکیوں میں کوسوں مسافتیں طے کر کے جا سکتے ہو۔ لیکن کتنی بزدلی، بے حیائی، بے غیرتی اور دیوثی ہے کہ اپنے خالق، رازق اور مالک کی خوشنودی کے لئے تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جا سکتے اد خفتہ مزاج مسلمانو! اللہ رب العلمین کے علم و حلم پر لاکھ مرتبہ شکر ادا کرو۔ کہ تم پر آسمان سے پہلی مغضوب قوموں کی طرح پتھر یا آگ نہیں برستی ورنہ ان قبیح اعمال کے ہوتے ہوئے ہم تم اس قابل بھی نہیں کہ ہمیں ایک قطرہ پانی تک مل سکے۔ چہ جائیکہ مولائے کریم نے اپنے احسانِ عظیم سے تمام نعمتیں دے رکھی ہیں۔

بزرگو۔ اور بھائیو! یاد رکھو دنیا کی شان و شوکت کر و فر، جاہ و جلال اور مناصب و مراتب سب مٹ جانے والی اور فنا ہو جانے والی چیزیں ہیں۔ کہاں ہے نمرود کی نمرودیت اور فرعون کی فرعونیت۔ جو اس مٹی اور پانی کی دنیا میں تاجور تھے۔ اور کہاں ہے یزید کی یزیدیت جس نے خلافت کی آڑ میں عیش عشرت کے نشے میں چور ہو کر اہل بیت پر ظلم و ستم ڈھائے۔ جنہیں آج دنیائے انسانیت حقارت آمیز الفاظ کے ساتھ بھی یاد کرنا گوارا نہیں کرتی۔ قیامت کے دن جو چیز آپکے کام آنے والی ہے۔ وہ صرف آپکے اعمال صالحہ ہونگے جو محض اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے قبول فرما کر آپ کی نجات کا سبب بنا دیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

(باقی پھر)

عروج وزوال کے الٰہی قوانین

از

(جناب مولوی محمد تقی صاحب امینی)

(۶)

۲- عمل صالح

عروج وبقا کا دوسرا اصول "عمل صالح" ہے قرآن حکیم میں جس حقیقت کو عمل صالح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے چند ظاہری مراسم و اعمال اور چند رواجی نیکیاں مراد نہیں ہیں بلکہ اس کا مفہوم اخلاقیات اور مادیت کے ہر شعبہ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے یعنی ایمانیات کو بروے کار لانے کے لئے جن جن تدبیروں اور صلاحیتوں کی طرف داعیِ انقلاب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے توجہ دلائی ہے اور ارتقار کے نتیجہ میں حالات و زمانہ کے تقاضے کی مناسبت سے قومی زندگی کے عروج کے لئے جن جن چیزوں کی واقعی ضرورت ہے وہ سب عدل واعتدال کے ساتھ اور مقررہ حدود و قیود کے مطابق اس کی فہرست میں داخل ہیں۔ خواہ ان کا تعلق اخلاقیات سے ہو یا مادیت سے جسمانی طاقت سے ہو یا روحانی طاقت سے اس کی تفصیل یہ ہے۔

عمل صالح کی بنیاد روح کی تہذیب اور نورِ ایمانی پر ہے

عمل کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ جس کا تعلق انسان کی اندرونی زندگی سے ہے۔ اس سے انسانی سیرت کی تشکیل ہوتی ہے۔

(۲) وہ جس کا تعلق انسان کی خارجی زندگی سے ہے اس کے ذریعہ عالم میں تصرف حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح عمل کا تعلق "انفس و آفاق" دونوں سے ہے اور فلاح وکامیابی ان دونوں پر موقوف ہے اسی بناء پر قرآن حکیم نے دونوں پر یکساں زور دیا ہے لیکن جو تفصیلات بیان کی ہیں اس سے پہلے کی زیادہ اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قومی اور اجتماعی زندگی میں "صالح انقلاب" برپا کرنے کے لئے پہلے کی حیثیت "بنیاد" کی ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ جب تک اندرونی تبدیلی کے ذریعہ بلند نصب العین کے ماتحت اعلیٰ پیمانہ پر سیرت کی تشکیل نہ ہوگی اس وقت تک نہ "صالح معاشرہ" وجود میں آسکتا ہے اور نہ ہی عالمی تصرفات مفید عام اور دور رس نتائج کے حامل بن سکتے ہیں بلکہ بسا اوقات تباہی وبربادی کا سبب بنتے ہیں

اب سوال یہ ہے کہ بلند نصب العین کیا ہے جس پر عمل صالح کی بنیاد رکھ کر سیرت کی تشکیل کی جائے؟ ظاہر ہے کہ مخلوقات میں کوئی شے نصب العین بننے کے قابل نہیں کیونکہ ساری چیزیں انسان سے فروتر اور کمتر درجہ کی ہیں، قومیت اور وطنیت بھی نہیں بن سکتی۔ کیونکہ ان کی حد بندیاں اور جانب داریاں انسان کی پرواز میں رخنہ ڈالتی ہیں، اس کے لئے ایسی ہستی کی ضرورت ہے جو سب سے بلند اور ماوراء الوراء ہو، اور جو زمان ومکان کی قید سے آزاد ہو کر مقام انسانیت کی غیر محدود ترقیوں کی شاہراہیں کھولنے والی ہو اور انسان کو زیادہ سے زیادہ بلندیوں تک پہنچنے والی ہو، یہ ہستی واجب الوجود کی ہے

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں تقریباً ہر مقام پر عمل سے پہلے ایمان باللہ کا ذکر کیا گیا ہے جس سے ایک طرف تو اعلیٰ مقصد اور بلند نصب العین کا تعین ہوتا ہے اور دوسری طرف اس کے ذریعے روح کی تہذیب اور نیت کی پاکیزگی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے عمل صالح کی اصل بنیاد ان اعمال پر ہے جن کی بدولت انسان اپنے باطنی محرکات پر قابو پاتا ہے۔ اور جمود اور تعطل کی راہوں سے ہٹ کر تزکیۂ نفس کے ذریعہ اپنی سیرت کی تشکیل کرتا ہے اور ان اعمال پر ہے جن کے ذریعہ وہ بلندی اور عالی حوصلگی پیدا ہوتی ہے جو مقام انسانیت کے لئے درکار ہے۔ اسی بناء پر حضرت معاذ رض سے منقول ہے

العمل الصالح الذی فیہ اربعۃ اشیاء العلم و النیۃ والصبر والاخلاص

عمل صالح میں بنیادی حیثیت سے چار چیزیں ہیں علم، نیت، صبر اور اخلاص

اور قرآن حکیم میں ہے

قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا ﴿﴾

وہ شخص کامیاب رہا جس نے اپنے کو برائیوں سے پاک صاف کیا اور وہ ناکام رہا جس کو برائیوں نے دبا لیا۔

لفظ صالح میں موقع کی مناسبت سے صلاحیت کا مفہوم شامل ہے

لغوی تحقیق یہ ہے :-

صلح ضدّ افسد، الصالح ضدّ الفاسد۔ القائم بما علیہ من الحقوق والواجبات ویقال ھو صالح لکذا ای فیہ اھلیۃ للقیام بہ والصلاحیۃ حالۃ یکون بھا الشیٔ صالحًا: "صلح" (ماضی)، افسد کی ضد ہے اور صالح (اسم فاعل)، فاسد کی ضد ہے جو حقوق وفرائض ٹھیک ٹھیک قائم کرے وہ صالح ہے۔ چنانچہ عربی کا محاورہ ہے "صالح لکذا" یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی شخص میں کسی کام کے قائم وانتظام کرنے کی اہلیت ہو اور صلاحیت اس حالت کو کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد شئی "صالح" بنتی ہے۔

قاموس، صراح، المنجد، لسان العرب وغیرہ لغات کی تشریح سے تقریباً اسی کی تائید ہوتی ہے۔ امام راغب کہتے ہیں :-

"صلاح فساد کی ضد ہے یہ دونوں اکثر استعمال میں افعال کے ساتھ مخصوص ہیں۔ قرآن حکیم میں صلاح کہیں تو فساد کے مقابل لایا گیا ہے اور کہیں سیئۃ کے، ارشاد ہے خلطوا عملًا صالحًا و آخر سیئًا (ملایا انھوں نے ایک نیک کام اور دوسرا بد) اور ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا (مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد) اور الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت تو بہت مقامات پر ہے"۔ قاضی بیضاوی کہتے ہیں والفساد خروج الشیٔ من الاعتدال والصلاح ضدہ وکلاھما یعمان کل ضار ونافع۔ فساد کی حقیقت کسی شئی کا حد اعتدال سے نکل جانا اور صلاح اس کی ضد ہے یہ دونوں ہر نفع بخش اور نقصان دہ چیزوں کو عام ہیں یعنی صلاح ہر نفع بخش چیز کو شامل ہے اور فساد ہر نقصان دہ چیز کو۔

کلام عرب کے چند محاورے یہ ہیں :-

۱- صلحت حال فلان ای زال عنہ الفساد

(--- (اس سے فساد کے جراثیم زائل ہو گئے))

۲- ھذا الشیٔ یصلح لک ای یوافقک

(--- (یہ تیری موافقت کرتا ہے))

۳- اصلح غیث ما افسد البرد۔

(--- (جس کو اولے نے خراب کر دیا تھا۔ اس کو بارش نے دوبارہ درست کر دیا۔) - - - - - -)

(--- (یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص دوسرے کی بگاڑی ہوئی چیز کو درست کرتا ہے) . . . . .)

۴- ما لا یصلح ترکہ اصلح۔

(--- (جو چیز درست اور موافق نہ ہو اس کا چھوڑ دینا زیادہ درست اور موافق ہے) . . . .)

۵- اصلح نفسک یصلح لک الناس

(--- (اپنی اصلاح کر لو لوگ تمہارے موافق ہو جائیں گے))

۶- لہ حظ صالح من الادب ای کثیر وافر

(--- (ادب سے اس کو بہت کافی حصہ ملا ہے) - -)

۷- اتتنی صالحۃ من فلان ای نعمۃ وافرۃ او حسنۃ عظیمۃ

(--- (فلاں شخص کی طرف سے ایک بڑی نعمت یا بڑی نیکی حاصل ہوئی) - . . . . .)

(۶) اور ۷ کو چھوڑ کر جہاں صالح اور صالحہ کا لفظ بطور کنایہ استعمال ہونے کی بناء پر اس کے اصلی معنی مقصود نہیں ہیں بقیہ اوپر کی تمام تصریحات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کلام عرب میں صالح کا لفظ جس موقع پر جس کام کے سلسلہ میں بولا جاتا ہے وہاں اس کی مناسبت سے صلاحیت اور موافقت مراد ہوتی ہے۔

قرآن حکیم میں اس کا ثبوت ملتا ہے

قرآن حکیم کی درج ذیل آیت سے اس کا ثبوت ملتا ہے

لئن آتیتنا صالحًا لنکونن من الشاکرین فلما آتٰھما — "اے اللہ اگر آپ ہمیں ایک تندرست بچہ عطا فرمائے تو ہم

صالحا جعلا له شرکاء فیما اتٰھما ﴿۱۹۰﴾ — دونوں آپ کے شکر گذار ہونگے پھر جب اللہ نے انہیں ایک تندرست بچہ دے دیا تو وہ اس میں دوسری ہستیوں کو شریک کرنے لگے۔ ...."

اس آیت میں اللہ رب العزت نے والدین کے جذبات کا ذکر کیا ہے۔ کہ بچہ پیدا ہونے سے پہلے بالعموم ان کی یہ دعا اور تمنا ہوتی ہے۔ کہ میرا بچہ صحیح و سالم اور تندرست و خوبصورت ہو۔ اس کے اعضاء اور جوڑ بند اور صورت شکل وغیرہ سب درست ہوں۔ والدین کے اس مفہوم کو "صالح" کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں صالح کا وہی مطلب ہو سکتا ہے، جو والدین کے جذبات اور بچہ کی مناسبت سے بن سکتا ہے۔ چنانچہ مفسرین نے اس کا ترجمہ سوی قد صلح بدنه اور ولدا ذکراً وغیرہ الفاظ سے کیا ہے۔ جس سے صلاحیت ظاہری یعنی بدن اور جسم کی صحت مراد لی ہے۔

ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها ﴿۷۴﴾ — اور زمین کی درستگی کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ۔

یہاں دعوت حق کے ظہور کو اصلاح سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے قلوب اور ان کے اعمال و افعال میں صلاحیت پیدا کرتی ہے۔

حدیث میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے

حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھکے ماندے اور بھوکے پیاسے اونٹ کو دیکھ کر فرمایا:۔

اتقوا اللہ فی ھٰذہ البھائم المعجمة فارکبوھا صالحة واترکوھا صالحة — ان گونگے جانوروں کے بارے میں تم اللہ سے ڈرو، قوی اور تندرست ہونے کی حالت میں ان پر سواری کیا کرو اور اسی حالت میں انہیں چھوڑ دیا کرو۔ (ایسا نہ ہو کہ جب وہ تھک تھکا کر سواری و باربرداری کے قابل نہ رہ جائیں اس وقت انہیں چھوڑو)

ظاہر ہے کہ یہاں جسمانی صحت کا ذکر ہے اور اس کے لئے صالحة کا لفظ لایا گیا ہے۔ اسی طرح ایک مشہور حدیث میں آپ نے فرمایا:۔

ان فی الجسد لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب (الحدیث) — انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو پورا بدن درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو پورا بدن خراب ہو جاتا ہے وہ ٹکڑا انسان کا دل (باطنی حرکات کا سرچشمہ) ہے۔

اس حدیث میں قلبی و روحانی اور پھر اعمال و افعال کی صلاحیت بیان ہوئی ہے۔ اوپر کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ "صالح" میں صلاحیت کا مفہوم بھی شامل ہے نیز یہ بات کہ صلاحیت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مادی و جسمانی (۲) اور معنوی و روحانی۔ جہاں جیسا موقع ہوتا ہے اس کی مناسبت سے صلاحیت کے معنی لئے جاتے ہیں

قومی اور جماعتی زندگی میں "صالح" سے سیرت کی تشکیل اور عالمی تصرفات دونوں مراد ہیں

چونکہ قومی اور جماعتی زندگی میں صلاحیت کے لئے مادیت اور روحانیت دونوں ضروری ہیں۔ ان میں کسی ایک سے بے اعتنائی خودکشی کے مرادف ہے۔ اس لئے قرآن حکیم میں جہاں کہیں قیام وبقا اور خلافت و نیابت کے سلسلہ میں صالح کا ذکر کیا گیا ہے وہاں مذکورہ دونوں قسم کی صلاحیتیں مراد لی ہیں۔

(۱) ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ﴿۱۰۵﴾ — اور ہم نے زبور میں ذکر (نصیحت) کے بعد یہ بات لکھ دی تھی کہ زمین کی وراثت (حکومت) میرے صالح بندوں کے حصہ میں آئے گی۔

(۲) وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ﴿۵۵﴾ — تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین میں خلیفہ (حاکم) بنائے گا۔ جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو (اسی بنا پر) خلیفہ بنا چکا ہے۔ اور جس دین کو اللہ نے ان کے لئے پسند کیا ہے اسے مضبوطی کے ساتھ جما دیگا اور خوف کے بدلہ انہیں امن عطا فرمائیگا

اس موقع پر ایمان و عمل صالح کے نتیجہ میں تین وعدے مذکور ہیں:

۱۔ صالح بندوں کو حکومت ملے گی۔

۲۔ اپنے تصورات و آئین حیات پر آزادی اور قوت کے ساتھ عمل کر سکیں گے۔

۳۔ ہر طرف سے امن اور بے خوفی کا دور دورہ ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کارخانہ کا مالک کسی ناقابل شخص کو کارخانہ کا انتظام نہیں سپرد کرتا ہے تو اس بات کی کیسے توقع رکھی جا سکتی ہے کہ دنیا کے کارخانے کا انتظام کسی نااہل کے سپرد کیا جائے۔ جب زندگی کے ہر گوشہ کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ انسان جس درجہ کی چیز کا طلبگار ہے۔ اس کی مناسبت سے صلاحیت پیدا کرنا ضروری ہے۔ تو قوموں کے قیام و بقا اور حکومت و نیابت کے معاملہ میں یہ اصول کیونکر خاموش ہوگا؟ اور اس کی تیاری کے بغیر اہلیت و صلاحیت کی کیسے سند مل جائے گی؟

جدید دنیا نے اس صلاحیت کے لئے عالمی تصرفات پر زور دیا ہے اور تشکیل سیرت کے معاملہ میں ناقابل معافی حد تک غفلت سے کام لیا ہے اور قرآن حکیم نے دونوں پر یکساں زور دیا ہے لیکن سیرت کی تشکیل کو بنیاد قرار دیا ہے دونوں کے پیش کئے ہوئے نظریہ بقا اصلح میں یہی بنیادی فرق ہے۔

قرآن حکیم نے تشکیل سیرت پر تفصیلی بحث کی ہے اور عالمی تصرفات میں مرکز متعین کر کے عقل و تجربہ کی رہنمائی کو کافی قرار دیا ہے

چونکہ تشکیل سیرت کا نظام چند ابدی حقائق اور ناقابل تغیر اخلاقی قوانین پر قائم ہے اس لئے اس پر ہر حیثیت سے تفصیلی بحث کی جا سکتی ہے۔ اور قرآن حکیم نے کی ہے اور عالمی تصرفات انسان کی غیر محدود خواہشوں اور اس کی نئی نئی ضرورتوں کی بنا پر بعد تمدن و معاشرہ کے ارتقا کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس بارے میں صرف مرکز متعین کرنے پر اکتفا کیا ہے اور حالات اور زمانہ کے تقاضے کی مناسبت سے عقل و تجربہ کی رہنمائی کو کافی قرار دیا ہے۔ چنانچہ بے شمار مقامات میں اس نے حقائق موجودات، محاسن کائنات، مناظر قدرت، مظاہر فطرت اور تسخیر کائنات کا ذکر کیا ہے۔ اور بہت سی آیتوں میں زمین پہاڑ۔ دریا۔ نہریں۔ پھل۔ کھیت۔ سورج۔ چاند۔ ابر۔ بارش آگ۔ مٹی۔ ہوا۔ پانی وغیرہ کے تذکرے کے بعد اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ یہ ہست و بود کی ساری نیرنگیاں تمہارے (انسانوں) لئے ہیں۔ تم ان سے فائدہ اٹھاؤ اور ان میں غور و فکر کر کے صناع فطرت کی گل کاریوں کا اندازہ کرو۔ اور اس طرح دنیا کے باغ کو سجانے میں اپنے آپ کو ظاہری و باطنی ہر لحاظ سے مفید بناؤ۔

یہی وجہ ہے کہ تقریباً ہر مقام پر تعقلون۔ تذکرون تدبرون۔ تذکرون۔ تنظرون وغیرہ الفاظ کے ذریعہ تامل و تفکر، تدبر و تذکر کی طرف رغبت دلائی گئی ہے جس سے معاشرہ کے ارتقاء کی راہیں کھلتی ہیں اور انسان اپنی عقل سے کام لے کر حقیقی معنوں میں نیابت الٰہی کا مستحق قرار پاتا ہے

قرآن حکیم نے عالمی تصرفات کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کو ایک مرکز کے تحت اور ضمیر و وجدان کے بدرقہ میں عقل کی تربیت کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ بے لگام عقل و ہوس کی موشگافیاں اور سرمستیاں انسان کو بسا اوقات انسانیت کی بلندی سے اتار کر حیوانیت کی پستی میں دھکیل دیتی ہیں۔ اور پھر یہی ساری چیزیں تمدن کے لئے مفید ہونے کے بجائے اس کی دشمن ثابت ہوتی ہیں۔

دنیا کی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں سب سے اہم اور مشکل کام انسانی فکر و عمل کے صحیح حدود مقرر کرتا رہا ہے اس کے بغیر نہ زندگی میں توازن قائم ہو سکا ہے اور نہ عقل و ہوس کے غلو سے اجتناب کیا جا سکا ہے۔ اس بنا پر قرآن حکیم نے پہلے مرکز متعین کر کے قلب و روح کو صاف اور بیدار کیا اور پھر عقل کو میدان میں اترنے کا حکم دیا۔

جیسا کہ ارشاد ہے

قل انما اعظکم بواحدة ان تقوموا للہ مثنیٰ وفرادیٰ ثم تتفکروا ﴿۴۶﴾ — آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہیں ایک بات سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ تم اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ ایک ایک دو دو اور پھر تفکر و تدبر کرو۔

عالمی تصرفات کے سلسلہ کی چند آیتیں

عالمی تصرفات کے سلسلہ کی چند آیتیں یہ ہیں:۔

قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیٰوة الدنیا خالصة — اے پیغمبر! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ کی زینتیں (جائز لذات) جو اس نے بندوں کے برتنے کے لئے پیدا کی ہیں اور کھانے پینے کی اچھی چیزیں کس نے حرام کی ہیں؟ آپ کہئے کہ یہ نعمتیں تو اسی لئے ہیں کہ اس دنیوی زندگی میں ایمان والوں کے کام آئیں اور قیامت کے دن یہ تکدر کی آمیزش سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ ۹ شعبان ۱۳۷۵ھ - ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء

شبِ براءۃ

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

ال (۱) شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شب براءۃ کہتے ہیں - اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں ؟ (۲) موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں - یعنی دن کو حلوا پکانا - رات کو چراغاں اور آتشبازی آیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے -

جواب حصّہ اوّل

قرآن مجید میں شب براءۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ے - قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے - جس میں بعض رات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب براءۃ ذکر ہے - اور وہ آیت سورۃ دخان پارہ ۲۵ کی ہے ا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ○

(ترجمہ :- تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک ت میں نازل کیا ہے جیشک ہم (انسانوں) کو ان کی ط کاریوں سے) ڈرانے والے تھے -

اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر الم التنزیل - بیضاوی - جلالین میں مفسرین کے دو قول قول ہیں - بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس رات سے دلیلۃ القدر (جو رمضان شریف میں آتی ہے) اور بعض کی ئے ہے کہ شب براءۃ ہے -

صحیح فیصلہ

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابو الفدا ٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ں - ومن قال انھا لیلۃ النصف من شعبان کما روی عن عکرمۃ فقد ابعد النجعۃ فان نص القراٰن انھا فی رمضان -

(ترجمہ :- اور جو شخص یہ کہے - کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں ہے جیسا کہ عکرمہ سے روایت کی گئی ہے - پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص قطعیہ بتاتی ہے - کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے -

ابن کثیر نے اپنے ذکر کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے - (شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن اور انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر)

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو - صحیح مسلم کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں - لیلۂ مبارکہ سے پندرھویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے - صحیح بات یہ ہے اور علماء کرام اسی کے قائل ہیں - کہ لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے -

بہر حال تحقیق یہی ہے - کہ شب براءۃ کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے - البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات متعلقہ شب براءۃ

(۱) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَهَا وَصُوْمُوْا یَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مِنْ مُّبْتَلًی فَاُعَافِیَهٗ اَلَا مِنْ کَذَا اَلَا مِنْ کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ

(رواہ ابن ماجۃ)

(ترجمہ :- حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب شعبان کی پندرھویں رات ہو - پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو - کیونکہ اس رات میں اللہ تعالٰی کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے - پس فرماتا ہے - خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے - کہ اسے بخش دوں - خبردار کوئی رزق لینے والا ہے - کہ اسے رزق دوں - خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے - اسے چھڑا دوں - خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے - طلوع صبح صادق تک اللہ تعالٰی یہی آواز دیتا رہتا ہے -

(۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیَطَّلِعُ فِیْ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ ابن ماجۃ)

(ترجمہ :- ابی موسی الاشعریؓ سے روایت ہے - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالٰی البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے - پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے)

(۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْکِ وَرَسُوْلُهٗ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّکَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِکَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ (رواہ الترمذی)

(ترجمہ :- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے - انہوں نے فرمایا - کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا پھر ناگہاں - وہ بقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) میں پائے گئے - تب آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا - کہ اللہ تعالٰی اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے - میں نے کہا - یا رسول اللہ - میں نے خیال کیا تھا - کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں - تب آپؐ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالٰی نے شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے - اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے -

(۴) عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ھل تدرین ما فی ھذہ اللیلۃ یعنی لَیْلَةَ النِّصْفِ من شعبان قالت مَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِیْھَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ مَوْلُوْدٍ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ ھٰذِهِ السَّنَةِ وَفِیْھَا تُرْفَعُ اَعْمَالُھُمْ وَفِیْھَا تَنْزِلُ اَرْزَاقُھُمْ فقالت یا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّدْخُلُ الجنۃ الا برحمۃ اللہ تعالٰی ثلثاً قلت ولا انت یا رسول اللہ فوضع یدہ علی ھامتہ فقال وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ یَقُوْلُھَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (رواہ البیھقی فی الدعوات الکبیر -

(ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں - آپ نے فرمایا - تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے - حضرت عائشہ نے عرض کی - یا رسول اللہ اس رات میں کیا ہے - آپ نے

فرمایا - جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے - اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں اُن کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں - اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں - تب عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ عنہا نے فرمایا - کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالے کی رحمت کے سوا جنت میں داخل ہو - پھر آپؐ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالے کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے تین دفعہ آپ نے یہ جملہ فرمایا - میں نے کہا آپ بھی اللہ تعالے کی رحمت کے سوا جنت میں نہیں جا سکیں گے - پھر آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا - اور میں بھی نہیں جا سکوں گا - مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالے مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے آپ نے یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا -

برادران اسلام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ مع ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں - ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں - تو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں - چنانچہ ترتیب وار مسائل احادیث ملاحظہ ہوں - مسائل کی تعداد صحیح رکھنے کے لئے جو بات پہلی حدیث شریف میں آ چکی ہے وہی دوسری حدیث میں ہوگی - تو اس کو اختصار کا شمار نہیں کیا جائے گا

پہلی حدیث شریف کے مطالب

(۱) اس براءۃ کی رات کو عبادت کرو (۲) شب براءۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو (۳) اس رات کو سورج کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالے کی تجلی (نور کا پرتو) آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے - (۴) اس رات کو اللہ تعالے فرماتے ہیں، کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں (۵) کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اُسے رزق دوں (۶) کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے کہ میں اسے نجات دوں - علیٰ ہذا القیاس اسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لے کر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے تو اس کی وہ حاجت پوری کر دوں -

دوسری حدیث شریف کے مطالب

(۸) شب براءۃ میں اللہ تعالے اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے -

(۹) مگر مشرک (جو اللہ تعالے کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا (۱۰) مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا -

تیسری حدیث شریف کے مطالب

(۱۱) شب براءۃ کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی درمیانی حصہ شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے -

(۱۲) اس رات کو اللہ تعالے قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کو مغفرت فرماتا ہے

چوتھی حدیث شریف کے مطالب

(۱۳) اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے -

(۱۴) اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے

(۱۵) اس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالے کے حضور میں اٹھا کر پیش کئے جاتے ہیں -

(۱۶) اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے - یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر متوکل ہیں ان کے سپرد کیا جاتا ہے

(۱۷) کوئی آدمی بھی اللہ تعالے کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا -

جواب حصہ دوم

شب براءۃ سے پہلے دن کو حلوا پکی اور رات کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق یہ عرض ہے -

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا - وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشا کی صورت دے دیتے تھے - چنانچہ سورہ انعام رکوع ۸ میں ہے (وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ؁)

(ترجمہ:- اور چھوڑ دو - ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر - تاکہ کوئی نفس اپنے کئے کے باعث ہلاک نہ ہو - ایسے نفس کو اللہ تعالے کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملے گا - اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا - تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کئے جائیں گے - ان کے لئے گرم پانی پینے کے لئے اور دردناک عذاب ہے - کیونکہ یہ کفر کیا کرتے تھے -

شب براءۃ کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق :-

پہلا وعید

جو لوگ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بنائیں - اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے - خدا کے بندو! شب براءۃ کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو - جن میں نہ چراغاں ہے نہ آتشبازی ہے یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائم مقام بنا رکھی ہیں - خدا تعالے سے ڈرو - اور ان لغویات کو چھوڑ دو - ورنہ یاد رکھو کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کر لیں - جب اللہ تعالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کر لیا - تو پھر سوچو کہ جس اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو اس کی کیا قیمت باقی رہے گی - اور پھر نجات کس کے دروازے سے تلاش کرو گے - اور کس کی شفاعت کی امید ہو سکتی ہے - اور کس کی جنت میں ٹھکانا مل سکے گا -

دوسرا وعید

(وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ؁ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ؁) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵

(ترجمہ:- اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو - بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں - اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے -

اللہ سے ڈرو

برادران اسلام! اللہ سے ڈرو - اور غور کرو - کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے - بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی اور اللہ تعالے کے ناشکر گزار ہیں -

دُعا

اللہ تعالے ہم سب کو ایسی حرکتوں سے بچائے - جن سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہو جائیں -

وما علینا الا البلاغ المبین!

مرتبہ چوہدری عبدالرحمٰن خاں صاحب

آج مؤرخہ ۸ شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۵۶ء مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

تزکیہ نفس پر نجات کا مدار ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى - اما بعد ـ قرآن مجید میں حق تعالےٰ کا اعلان ہے - قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (سورۃ الشمس پارہ ۳۰)

ترجمہ: تحقیق وہ فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو پاک کر لیا - اور تحقیق خسارہ اٹھایا اس نے جس نے اس کو مٹی میں ملا دیا) پہلی آیت کا حاصل یہ نکلا کہ تزکیہ نفس پر نجات کا مدار ہے۔

نفس کو کس نجاست سے پاک کرنا ہے؟ امراض روحانی کی نجاست سے، جو امراض روحانی سے پاک ہو کر اس جہاں سے گیا - وہ اس جہان سے نجات پائے گا۔ گویا کہ نجات کا سرٹیفکیٹ یہاں سے حاصل کر کے جانا ہے اگر یہاں پاک ہو گیا تو وہاں نجات مل جائے گی - اگر یہاں پاک نہ ہوا تو وہاں پاک کیا جائے گا - وہاں امراض روحانی کے علاج کے لئے ایک ہی ہسپتال ہے - جس کا نام جہنم ہے - جس طرح میو ہسپتال میں مختلف وارڈ ہیں - اسی طرح جہنم میں مختلف وارڈ ہیں - دنیا میں ہادی کی صحبت میں امراض روحانی سے شفا ہو جاتی ہے - اگر یہاں شفا نہ پائی تو وہاں امراض روحانی کی دو قسمیں ہوں گی - (۱) وہ جن سے شفا ہو جائے گی - (۲) وہ جن سے شفا نہ ہو گی - میو ہسپتال میں بھی دو قسم کے مریض ہوتے ہیں -

(۱) وہ جو علاج کے بعد شفا یاب ہو کر گھر آ جاتے ہیں -

(۲) وہ جو دق میں مبتلا ہوتے ہیں - وہ شفا نہیں پاتے بلکہ ان کا وہاں سے جنازہ ہی نکلتا ہے - اس قسم کے مریضوں کا علاج کا خرچ حکومت ہی برداشت کر سکتی ہے - گھر والے تو تنگ آ جاتے ہیں -

اسی طرح جہنم میں بعض امراض روحانی سے شفا پا کر مریض نکل آئیں گے - مثلاً حسد - کبر - عجب وغیرہ صاحب حسد، صاحب کبر - صاحب عجب وغیرہ کو کافر نہیں کہتے - لیکن روحانی لحاظ سے یہ بھی بیمار ہیں - تین قسم کے امراض روحانی سے جہنم میں بھی شفا نہ ہو گی - یہ دق کی طرح مہلک امراض ہیں -

(۱) کفر (۲) شرک (۳) نفاق اعتقادی

خوش نصیب ہیں وہ جو اس جہان میں ہادی کے دامن سے وابستہ ہو جائیں - ہادی کی صحبت میں دونوں قسم کی بیماریوں سے شفا ہو جاتی ہے - حسد - کبر - عجب وغیرہ سے بھی اور کفر - شرک اور نفاق اعتقادی سے بھی صحابہ کرام میں سے اکثر مشرف باسلام ہونے سے پہلے کفر اور شرک میں مبتلا تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آئے تو بفضلہ تعالےٰ ان امراض روحانی سے پاک ہو گئے - نہ کفر رہا اور نہ شرک رہا - جب منافقین کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہو گی تو ممکن ہے کہ کئی منافق ڈر کر مخلص ہو گئے ہوں گے -

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (سورۃ التوبۃ رکوع ۱۰ پ ۱۰)

(ترجمہ:- آپ ان (منافقین) کے لئے بخشش مانگیں یا ان کے لئے بخشش نہ مانگیں - اگر آپ ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخششیں مانگیں - تو بھی اللہ تعالےٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا -)

ہادی کے معنی ہیں رہنما - وہ عبادات الٰہی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہادیوں کے امام تھے - اب آپؐ کے دروازے کے غلام ہادی ہوئے ان کے سینہ میں نور قرآن اور زبان پر نور قرآن وہ دروازہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گذار کر دربار میں پہنچانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں - ان جیسا محسن کوئی نہ وہ ماں باپ سے بھی زیادہ محسن ہوتے ہیں - ماں باپ عرش سے فرش پر لا ڈالتے ہیں - ہادی فرش سے اٹھا عرش پر پہنچا دیتے ہیں - ان کی صحبت میں پہنچ کر کافر اور نفاق اعتقادی کے منافق بھی شفا یاب ہو جاتے کافر مومن اور مشرک موحد ہو جاتے ہیں - اس قسم کے حضرات سے جو محبت ہوتی ہے - اس کا اظہار کسی نے یوں کیا ہے ؎

آرزو دارم کہ خاک آں قدم
توتیائے چشم سازم دم بدم

(میری خواہش ہے کہ میں اس پاؤں کی خاک
کو ہر دم آنکھ کا سرمہ بنائے رکھوں!)

یہ حقیقی اور دلی محبت ہوتی ہے - جو دو ڈھائی سو ماہوار تنخواہ پاتے ہیں وہ تو اپنی محنت کا معاوضہ لیتے ہیں - نہ ان سے محبت ہوتی ہے اور نہ اُن کی عزت ہوتی ہے محبت اور عزت ان کی ہوتی ہے جو کفر سے تائب کر کے دل میں نور ایمان بھر دیتے ہیں - اس سے زیادہ اور کیا چاہئے -

کفر اور شرک اللہ تعالےٰ سے بغاوت ہے کافر اور مشرک باغی ہیں - شاہ وقت کا باغی گرفتار ہونے سے پہلے بغاوت سے باز آ جائے تو جیل سے بچ جاتا ہے گرفتار ہونے کے بعد اگر معافی مانگ لے اور آئندہ کے لئے ضمانت دے دے تو بھی جیل سے رہا ہو جاتا ہے لیکن اگر معافی نہ مانگے تو گرفتار ہونے کے بعد جیل سے کبھی نہیں نکل سکے گا - بدمعاش سزا بھگت کر نکل آتا ہے باغی اعتقاداً اور بدمعاش عملاً شاہی قانون کا مخالف ہوتا ہے - دونوں میں فرق ہے - اسی طرح کافر و مشرک اور فاسق میں فرق ہے - کافر اور مشرک اعتقاداً اور فاسق عملاً اللہ تعالےٰ کے قانون کے مخالف ہیں - موت آنے سے پہلے اگر دونوں تائب ہو جائیں تو خدا تعالےٰ کے جیل خانے یعنی جہنم سے بچ جائیں گے -

اطباء اپنی دواؤں کی فہرست کے سرورق پر لکھا کرتے ہیں لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ (ہر مرض کی دوا ہے) جس طرح اللہ تعالےٰ کی ربوبیت نے جسمانی مرض کی دوا پیدا کر دی ہے - اسی طرح قرآن مجید خود نہیں بولتا بلکہ ہادی بولتا ہے - جس طرح طبیب جسمانی مرض کا نسخہ طب کی کتابوں سے ہی تجویز کرتا ہے اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا - اسی طرح ہادی اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا - وہ کتاب و سنت کی روشنی میں رہنمائی کرتا ہے - میں کہا کرتا ہوں کہ قرآن مجید کانٹا بدل دیتا ہے

جن کی زندگی کی گاڑی جہنم کی لائن پر سرپٹ جا رہی ہوتی ہے وہ جب قرآن مجید کی صحبت میں پہنچ جاتے ہیں تو یہ کانٹا بدل جاتا ہے - اور وہ جنت کی لائن پر چل نکلتے ہیں -

صحابہ کرام - صوفیائے عظام - مفسرین - محدثین - فقہائے
- آئمہ کرام - لاکھوں - کروڑوں کی تعداد میں دُنیا سے پاک
...گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت
...سے ستر ہزار اشخاص بلا حساب... یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں
...ی سمجھ میں تو آتی ہے - انہوں نے عمریں صرف کی ہیں
...ی ہیں جو یہاں سے شفا یاب ہو کر گئے ہیں - ع

آنانکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

اولیائے کرام کی صحبت میں حسد وغیرہ روحانی امراض
...ے شفا ہو جاتی ہے - پھر انسان یہ سمجھتا ہے کہ ع

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

...رت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ مجھے ایک خط
...سندھی کا ایک شعر لکھا تھا - وہ خط میرے پاس
...موجود ہے -

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ (جنہوں نے اپنی
...ھیں اپنے اندر گاڑ رکھی ہیں - وہ اپنے میں ہی مست
...رہتے ہیں - وہ ایک ساعت میں سو سو مرتبہ اپنے
...رب کو یاد کرتے ہیں) یہ بھی وہی بات کہ ع

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

تزکیۂ نفس کے بعد ہی فلاح کا ٹکٹ ملتا ہے - فلاح
...نے والے لاکھوں نہیں کروڑوں بلکہ اس سے بھی زیادہ
...ں گے - ان میں سے ایک تو وہ ہوں گے جن کا کوئی
...ساب کتاب نہ ہوگا - دوسرے وہ ہوں گے جن کا حساب
...تاب تو ہوگا - مگر وہ حساب بے باق کر کے جائیں گے -
حضور کے متعلق سورۃ الطور رکوع ۲ پ ۲۷
...ں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں -

اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ اَجۡرًا فَهُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ

ترجمہ - کیا آپ ان سے (تبلیغ حق پر) کچھ معاوضہ مانگتے
...ہیں کہ وہ تاوان ان کو گراں معلوم ہوتا ہے -) آنحضرت
...صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دروازے کے غلاموں کی
...خدمت کا صلہ کوئی دے ہی نہیں سکتا - ہاں ان کی خدمت
...کا صلہ یہ دعا ہو سکتی ہے - جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیۡنِ خَیۡرًا
...وَقَاکَ اللّٰہُ عَنۡ شَرِّ النَّوَائِب

میں نے اپنے مربی حضرات کی خدمت میں کبھی ایک
...روپیہ بھی نذرانہ پیش نہیں کیا تھا - لیکن ان کو مجھ سے
بے حد محبت تھی اور ہر وقت بیٹا بیٹا فرماتے رہتے تھے
اور مجھے ان سے عشق تھا - ایک دفعہ میں حضرت
امروٹی کی حاضر خدمت ہوا - جب واپس آنے لگا تو میں
...نے عرض کی کہ حضرات! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں
فرمانے لگے کہ بیٹا! میں تمہارے لئے دن رات دُعا کرتا
رہتا ہوں - میں خاموش ہو گیا اور اجازت لے کر واپس
آ گیا - اللہ والے تو دلوں کے بیوپاری ہوتے ہیں وہ
دلوں کی جنس کو دیکھتے ہیں - وہ ظاہری ساز و سامان
کو نہیں دیکھتے - گھوڑوں کے بیوپاری ایک موٹے تازے
گھوڑے کے مقابلہ میں جو دوڑ نہیں سکتا - ایک دوڑنے
والے ٹٹو کو ترجیح دیتے ہیں - اسی طرح اللہ والے غافل
امیر کے مقابلہ میں ذاکر غریب کو ترجیح دیتے ہیں
معالج روحانی سے عقیدت - ادب اور اطاعت

ہو تو امراض روحانی سے شفا ہوتی ہے - امراض روحانی
سے شفا یاب ہونے کے بعد بھی اس جہاں میں آرام
نہیں ملتا - پھر باطل سے ٹکر ہوتی رہتی ہے - صحابہ کرام
نے اپنی ہستی فنا کر رکھی تھی - لیکن پھر بھی ان کو ہجرت
کے بعد ۱۲۱ غزوات و سرایا میں جانا پڑا - ہجرت کے
بعد حضورؐ کی دس سالہ حیات طیبہ کے ۱۲۰ مہینے بنتے
ہیں - گویا کہ صحابہ کرام کو ہر مہینہ ایک لڑائی لڑنی پڑی
صحابہ کرام کو اہل حق سے محبت تھی - اور اہل باطل
سے ٹکر تھی - اب بھی تزکیہ نفس کے بعد یہی ہوگا کسی
نے کہا ہے کہ "نہ اتنے میٹھے ہو کہ دوسرا ہڑپ کر جائے
اور نہ اتنے کڑوے ہو کہ وہ تھوک دے -"

تزکیہ نفس کے بعد زندگی اہل حق سے محبت اور
اہل باطل سے ٹکر میں گزرے گی - اللہ تعالےٰ میرا اور آپ
کا مرنے سے پہلے تزکیہ نفس فرمائے - تاکہ ہماری نجات ہو
جائے - آمین یا الٰہ العالمین

پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت مٹی کی عاشق ہے اس
جہان کی ہر چیز مٹی سے پیدا شدہ ہے - لکڑی کپڑا وغیرہ ہر
چیز مٹی سے پیدا ہوتی ہے اکثریت انہی میں غرق ہے وہی کھلونے
دے کر بہلا یا گیا ہوں - والا معاملہ ہے - ان کو بیوی - اولاد کوٹھی
اور موٹر یہ سب چیزیں بڑی پیاری ہیں - انہیں میں غرق ہیں
موت یاد ہے اور نہ فکر عاقبت ہے - اللہ تعالےٰ ان
کو اس گمراہی کے گڑھے سے نکالے - آمین یا الٰہ العٰلمین!

عروج و زوالُ کے الٰہی قوانین

(ص ۸ سے آگے)

یوم القیٰمۃ ۳۲/۴　　خالص ہوں گے -

اس آیت میں جس قدر غور کیجئے حقیقت کھلتی جائے
گی - خدا پرستی کا تقاضا ترکِ دنیا نہیں ہے، بلکہ دنیا اور اس
کی نعمتوں کو ٹھیک ٹھیک کام میں لانا عین خدا پرستی ہے،
کھانا پینا زینت و آسائش کی چیزوں کا استعمال کرنا اس
کا نام دنیا نہیں ہے، بلکہ حق تلفی کرنا، حد سے گزر جانا، غرور
میں مبتلا ہو جانا، غافل ہو جانا اور بے اعتدالانہ استعمال کرنا
اس کا دنیا نام ہے اور یہی صورتیں مذموم ہیں - قرآن انہیں
سے روکتا ہے - کسی عارف نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

اور

گر خدا خواہد ز من سلطانِ دیں
خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

۲- ولقد مکّنٰکم　　ہم نے تمہیں زمین میں قدرت و
فی الارض　　طاقت اور اختیار کے ساتھ بسایا اور
وجعلنا لکم　　تمہارے لئے اس میں زندگی کے سامان
فیہا معائش قلیلا　　مہیا کئے مگر بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ
مّا تشکرون　　تم شکر گزار ہو -

۳- فاذا قضیت الصلوٰۃ　　جب نماز پوری ہو جائے تو تم زمین
فانتشروا فی الارض　　میں پھیل جاؤ اور اللہ کی دی ہوئی
وابتغوا من فضل اللّٰہ ۲۸/۲　　روزی تلاش کرو -

۴- وجعلنا لکم　　اور ہم نے تمہارے لئے معیشت کا سروسامان
فیہا معائش ومن　　مہیا کر دیا اور ان مخلوقات کیلئے بھی کر دیا جن
لستم لہ برازقین ۱۵/۱۹　　کے لئے تم روزی مہیا کرنے والے نہیں ہو

۵- وان لیس للانسان　　انسان کو وہی ملتا ہے - جس کی وہ
الا ما سعیٰ ۲۷/۳　　کوشش کرتا ہے

قرآنی زندگی کا صحیح تصور دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی ہے

صحیح قرآنی زندگی کا نقشہ اس آیت میں کھینچا گیا ہے

۱- ربّنا اٰتنا فی　　اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی
الدنیا حسنۃ و　　دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے
فی الاٰخرۃ حسنۃ　　اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے ایسے

وقنا عذاب النار　　ہی لوگ ہیں جو اس طرح دعا مانگتے
اولٰئک لہم نصیب　　ہیں جنہیں ان کے عمل کے مطابق دنیا
مما کسبوا - ۲/۲۰　　اور آخرت کی فلاح میں حصہ ملتا ہے

جہاں تک قومی جدوجہد اور اس کے عمل کے نتیجہ کا تعلق
ہے - اس کے لئے قدرت کا ٹھہرایا ہوا یہ قانون مقرر ہے

۲- نوف الیہم　　کوشش و عمل کے نتائج ہم پورے پورے
اعمالہم ۱۱/۵　　دیتے ہیں -

اس سے بحث نہیں کہ عمل کرنے والی قوم طالبِ دنیا
ہے یا طالبِ دنیا و آخرت اگر کوئی قوم آخرت کی طرف سے
غافل ہے اور صرف دنیوی زندگی کی خواہش مند ہے - جب بھی
ایسا نہ ہوگا - کہ اس کی جدوجہد بے کار جائے بلکہ وہ جیسی کوشش
کرے گی اس کے مطابق نتیجہ حاصل کر لے گی - البتہ ایسی صورت
میں اس کے لئے آخرت میں کچھ نہ ملے گا -

۳- اُولٰئک الذین لیس　　یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت
لہم فی الاٰخرۃ　　کی زندگی میں دوزخ کی آگ کے سوا
الا النار وحبط　　کچھ نہ ہوگا - جو کچھ انہوں نے یہاں
ما صنعوا فیہا وباطل　　بنایا ہے سب اکارت جائے گا
ما کانوا یعملون　　اور جو کچھ کرتے ہیں سب نابود ہونے
۱۱/۲　　والا ہے -

۴- للذین احسنوا　　جن لوگوں نے اس دنیا میں اچھائی
فی ہٰذہ الدنیا حسنۃ　　کی ان کے لئے اچھائی ہے اور یقیناً
ولدار الاٰخرۃ خیر و　　(ان کے لئے) آخرت کا گھر بھی خیر و
لنعم دار المتقین ۱۴/۲　　برکت ہی کا گھر ہے -

۵- فاٰتٰہم اللّٰہ ثواب الدنیا　　اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب دیا
وحسن ثواب الاٰخرۃ ۳/۱۴　　اور آخرت بہترین ثواب دیا -

دنیا کا ثواب فتح و نصرت، عزت و دولت، حکومت
و سلطنت ہے جو ایمان و عمل صالح کے نتیجہ میں حاصل ہوتی
ہے -

۶- ھو الذی خلق لکم　　وہ اللہ ہی ہے - جس نے تمہارے
ما فی الارض جمیعا　　واسطے زمین کی ساری چیزیں پیدا
۲/۳　　کیں -

(باقی آئندہ)

—— انجمن ——

اصلاح رسوم راعیان کا پیام

برادران اسلام و پاکستان کے نام

ایک ضروری اصلاحی اسلامی پروگرام

بے فائدہ رسموں کی عمارت کو گرا دو!
کرتوت پرستی کے چراغوں کو بجھا دو
اصلاح کا پیغام یہ ہر اک کو سنا دو!
جس چیز کا دعوےٰ ہو اُسے کر کے دکھا دو
کمزور کی بگڑی ہوئی تدبیر بنا دو
نادار کی سوئی ہوئی تقدیر جگا دو
مفلس کی بھلائی کے لئے جان لڑا دو
سرمایہ کی اکڑی ہوئی گردن کو جھکا دو!

(۲)

انجمن اصلاح رسوم راعیان لاہور محترم و مکرم وزیراعظم پاکستان کی خدمت میں خلوص و محبت میں لپٹا ہوا ہدیہ تہنیت (مبارکباد) پیش کرتی ہے کہ انہوں نے اپنی دختر نیک اختر کے نکاح کی تقریب بالکل سادہ طریق پر سرانجام دے کر مسلمانانِ پاکستان کے سامنے نہائت ہی اچھی اور حوصلہ افزا مثال قائم کی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس سے وہ سرمایہ دار بھی نصیحت حاصل کریں، جو سگائی، شادی اور مرگ کی رسموں پر بیدریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں، اور اپنی برادری کے کم حیثیت افراد کو اپنی بری مثال سے گویا مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ جائداد فروخت کر کے یا رہن رکھ کر ان کی ریس کریں اور ان کی مانند پُرتکلف کھانوں اور بری جہیز کے سامانوں پر روپیہ صرف کر کے شادی کے بجائے خانہ بربادی کا اہتمام کریں۔

(۳)

جن حضرات نے اپنی محنت اور دولت اولاد کی تربیت پر صرف کی، ان کی وجہ سے قوم کو میاں محمد شفیع، میاں شاہ دین، میاں فضل حسین، علامہ اقبال، قائداعظم محمد علی جناح، قائد ملت لیاقت علی خاں ایسے رہبر نصیب ہوئے۔

(۴)

ضائع ہوگئی ان کی کمائی جن کی زمینیں، جن کی حویلیاں جن کے باغ اور جن کے کھیت اس لئے فروخت ہوئے کہ انہوں نے اپنے جگر گوشوں کی شادیوں پر روپیہ پانی کی مانند بہایا، اپنی پونجی کو جلایا، انہوں نے اپنی کمائی رسموں پر گنوائی لٹائی اور بزرگوں کی جائداد لکڑیوں کی صورت میں ان دیگوں کے نیچے رکھ کر جلائی۔ جن میں بڑے بڑے شاندار اور مزیدار کھانے پکائے گئے اور بعدازاں کھانیوالوں سے بے انتظامی اور بے مروتی اور بے انصافی کے طعنے سن کر کبابِ سیخ کی طرح اپنے سینے جلائے گئے۔

(۵)

اللہ نے فرمایا۔ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (پارہ ۸، سورہ انعام، رکوع ۱۷) فضول خرچی نہ کرو، بلاشبہ اللہ ان سے محبت نہیں کرتا کہ جو روپیہ فضول خرچ کرتے ہیں قرآن مجید کا ارشاد ہے:۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطٰن لربہ کفورا (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳) دولت کے بیجا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا کافر ہے۔

دولت نعمت ہے، خیر ہے، فضل ہے اسے بیجا اڑانا، گنوانا اور لٹانا نعمت کی بے قدری ہے اور نعمت کی بے قدری شیطانی وصف ہے۔ بخاری شریف میں مغیرہ بن شعبہ کی روایت ہے کہ جن تین کاموں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت برا کہا ہے۔ ان میں سے ایک مال کا ضائع کرنا ہے (اضاعۃ المال)

حضورؐ فرماتے ہیں: من لم یرحم صغیرنا فلیس منا۔ جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں۔ کیا ہم نے کسی سے یہ نہیں سنا۔ اپنی آنکھوں سے یہ نہیں دیکھا ہمارے تجربے میں یہ نہیں آیا کہ اگر ایک بھائی کرتوت کرتا ہے تو دوسرا مرتا ہے مگر اس شان کی کرتوت ضرور کرتا ہے بیشمار واقعات شاہد ہیں کہ بڑوں کی کرتوتوں نے چھوٹوں کو تباہ کر دیا واہ واہ کا نعرہ سننے پر مرنے والوں نے ان غریبوں کے منہ سے آہ آہ کی صدائیں سنیں کہ جو سرمایہ داری کی راہ پر چل کر بربادی کے کنوئیں میں گر گئے۔

(۶)

وقت کا تقاضا اور شریعت کا منشایہ ہے کہ مسلمان رسموں پر روپیہ صرف کرنے کی بجائے اپنی محنت، ہمت اور دولت اولاد کی تعلیم و تربیت، زراعت، صنعت و تجارت پر لگائیں قومی کاموں کو فروغ پہنچائیں، اور اپنے پیارے وطن پاکستان کو ناداری، بیماری، بیکاری، جہالت و ناداقی سے نجات دلا کر حقیقی معنوں میں پاکستان بنائیں۔

مستحسن فیصلہ

فضول رسموں نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے ضروری ہے کہ فضول رسموں کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اس نہائت مفید کام کے لئے لاہور کی الراعی برادری کے چند ہمدرد بھائیوں نے اس سلسلہ میں چند موثر اقدام کئے اور میوہ منڈی لاہور میں متعدد اجلاس کر کے ہر بھائی کو اس بارے میں اظہار خیالات کی دعوت دی چنانچہ بڑی سوچ بچار اور کافی بحث و تمحیص کے بعد متفقہ طور پر قرار پایا کہ بیاہ شادی اور مرگ پر جو تباہ کن رسمیں ادا کی جاتی ہیں، انہیں اڑا دیا جائے یہ برادری کا متفقہ فیصلہ ہے لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہم

علیکم بالجمع والسمع والطاعۃ (مسلمانو تم پر فرض ہے کہ تم جماعت بناؤ، جماعت کا فیصلہ سنو اور اس پر عمل کرنا کے مطابق تمام رسوم بد کو ترک کر دیں اور صرف مندرجہ ذیل امور پر عمل کریں۔ تاکہ سنت کا راستہ نمایاں ہو اور ہمیں دین و دنیا میں صلاح و فلاح حاصل ہو اور اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے راضی ہو

پیدائش { عقیقہ کی اجازت ہے اس لئے کہ شرع نے اسے جائز قرار دیا ہے عقیقہ [illegible] ہے کہ جسے خدا نے توفیق دی ہے وہ لڑکے کی پیدائش [illegible] لڑکی کی

اصلاح رسوم راعیان کا پیام

(بقیہ پیدائش)

پیدائش پر ایک بکرا ذبح کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تمام رسمیں بند نیز ختنہ کے موقعہ برادری کا اجتماع نہ کیا جانے اور نہ ہی مروجہ رسوم ادا کی جائیں۔

۲۔ سگائی (کڑمائی) سگائی کے موقع پر شیرینی وغیرہ کی تقسیم اور کپڑوں کا دیا جانا بالکل بند گویا تقریب بڑی سادگی اور خاموشی سے ادا کی جائے۔ نیز عورتوں کے سدھ (بلاوا) کی رسم بالکل بند کر دی جائے۔

شادی بیاہ

(ا) برات بعد از نماز مغرب روانہ ہو، لڑکی والے براتیوں اور دیگر مہمانوں کی تواضع صرف دودھ سے کریں البتہ اگر برات لاہور کارپوریشن کی حدود سے باہر سے آئے ایسے کھانا کھلایا جائے۔ اس صورت میں مرد براتیوں کی تعداد ۲۵ سے زائد نہ ہو اور عورتوں ۵ سے زاید نہ ہوں۔

(ب) جہیز پانچ جوڑے کپڑے لڑکے والوں کی طرف سے اور پانچ جوڑے لڑکی والوں کی جانب سے ہوں (زیور) حسب استطاعت اور حیثیت ہو، دولہا اور اس کے والدین کے سوا باقی تمام رشتہ داروں کے جوڑے بند۔

برتن برتن خورد صرف ۳۲ عدد تانبا اور پیتل جو روزمرہ کے استعمال میں آنے والے ہوں، دیئے جائیں۔ فرنیچر میں صرف ایک عدد پلنگ معہ مکمل بستر، ایک عدد کرسی، ایک عدد ٹرنک یا صندوق یا سوٹ کیس دینے کی اجازت ہے۔ جہیز کی نمائش ہرگز نہ کی جائے۔

ج۔ حق مہر: شریعت کے مطابق حسب توفیق باندھا جائے

د۔ نانکی چھک: مکلاوہ، چار تہوار اور دیم بالکل بند۔

۴۔ مرگ کڑا دٹا قطعاً بند، البتہ موت ہو جانے کے بعد صرف متوفی کے گھر والوں کو تین وقت تک اس کے رشتہ دار، ہمسائے یا دوست کھانا دیں۔ چالیسویں پر برادری کی روٹی بالکل بند۔

۵۔ میراث ترکہ سے لڑکی اور لڑکے کو شرعی حصہ دیا جائے گویا میراث کی تقسیم شریعت کی رو سے کیا جائے

اس نیک تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے برادری نے اصلاح رسوم راعیان لاہور کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے جس کا صدر دفتر میو منڈی لاہور میں کھولا گیا ہے۔ برادری کے ہر فرد کے واجب ہے کہ وہ مندرجہ بالا نیک فیصلوں کو عملی صورت دیتے میں انجمن کا ہاتھ بٹائے اور اپنے مفید مشوروں سے کارکنان تحریک کو مستفید فرمائیں۔

الداعی الی الخیر

محمد حسین ٹھیکیدار آف مزنگ

جنرل سیکرٹری انجمن رسوم راعیان

لاہور

مخالفین حق

محمد مقبول عالم۔ بی اے لاہور

جب "بندگانِ خدا" قرآن حکیم کی بتائی ہوئی راہ پر چلتے ہیں۔ اور اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ تو "بندگانِ ہوا" شیطنت کا جامہ پہن کر اُن کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ یہ بندگانِ خدا کی آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ جس قدر بندگانِ خدا اپنے تعلق باللہ کو مضبوط بناتے ہیں۔ اُسی قدر وہ آزمائش میں پورے اترتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ مخالفین کی مخالفت بے اثر ہو جاتی ہے۔ اور بالآخر حق ہی غالب آتا ہے۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ٥

(ترجمہ) اور کہہ دو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا۔

(۱۷: ۸۱)

تعلق باللہ کی مضبوطی کے لئے قرآن حکیم سے وابستگی ضروری ہے۔ کتاب اللہ کی تلاوت اور اس میں غور و تدبر کرنے سے روحانی تازگی حاصل ہوتی ہے۔ ایمان میں مضبوطی آتی ہے۔ اور باطل کا رعب نکل جاتا ہے۔ مخالفت کے مقابلے میں کامیاب ہونے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ ہے حق پر استقامت اور مخالفت سے مرعوب نہ ہونا۔ اگر یہ چیز حاصل ہو جائے۔ تو بڑی سے بڑی مخالفت بھی بندۂ خدا کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں کر سکتی۔

تعلق باللہ کی مضبوطی کے لئے دوسری چیز "نماز" ہے نماز اللہ تعالےٰ سے مناجات کا نام ہے۔ یعنی بندہ اپنے مولا سے سرگوشیاں کرتا ہے۔ نماز برائیوں سے بچاتی ہے۔ اور دل کو پاک کرکے انوارِ الٰہیہ کا مورد بناتی ہے

نماز میں تین چیزیں ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ،
- اُس کی حمد و ستائش، اور
- اس سے دُعا کرنا۔

ان تینوں چیزوں کی اصل بنیاد عظمتِ الٰہی ہے۔ غرض نماز کے ذریعے اللہ کی عظمت پیدا ہوتی ہے اور غیر اللہ کی عظمت نکل جاتی ہے۔ پھر کسی کا خوف نہیں رہتا۔ بلکہ خود بندۂ خدا کی عظمت اور ہیبت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔ ایسے بندۂ خدا سے جب مخالفین حق ٹکراتے ہیں۔ تو ناکام و نامراد ہی لوٹتے ہیں۔

بندگانِ خدا کو تاکید ہے کہ مخالفین حق کے ساتھ حکمت سے معاملہ کریں تاکہ وہ نہ صرف مخالفت سے باز آ جائیں۔ بلکہ خود حق ان پر منکشف ہو جائے اور وہ حق کو قبول کر لیں۔

أُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (۱۶: ۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کے راستہ کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلا اور ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث کر۔

مخالفین حق دو قسم کے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو صاحب علم ہیں اور انہیں اپنی علمیت پر ناز ہوتا ہے۔ دوسرے وہ جو جاہل مطلق ہیں۔ اور محض اغراض دنیوی کی خاطر مخالفت کرتے ہیں۔

پہلی قسم کے لوگوں کے ساتھ جب گفتگو کا موقع آئے تو انہیں احسن طریق سے بات سمجھائی جائے۔ کہ دیکھو سچی بات تو یہ ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ نے ہمارے اور تمہارے فائدے کے لئے نازل کیا ہے۔ وہی ہمارا اور تمہارا معبود ہے ہم اس کی اطاعت اختیار کر چکے ہیں۔ تم بھی اس کی اطاعت اختیار کرو۔ اس طرح انہیں اللہ تعالیٰ کا کلام سنایا جائے اور بات ایسے کی جائے کہ ان کے دل میں اتر جائے گفتگو نرم، سنجیدہ اور مدلل ہونی چاہیے۔ ایسا طریق اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور بہت ممکن ہے کہ وہ لوگ جلد حق کو قبول کر لیں

دوسری قسم کے لوگوں سے زیادہ بات چیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب تک اغراض دنیوی کا نشہ نہیں اترتا۔ وہ بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ہاں جب کبھی دنیا کی طرف سے ان پر چوٹ پڑے۔ اور دنیا کی بیوفائی ان پر ظاہر ہو۔ تو وہ سننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اور پھر شوق کا اظہار کرتے ہیں۔ تب انہیں اچھے طریقے سے سمجھا دیا جائے۔ اگر ان کی فطرت مسخ نہیں ہو چکی۔ تو وہ بھی ضرور حق کو قبول کر لیں گے۔

ان دونوں قسم کے مخالفین حق میں سے وہ لوگ جو تشدد کی راہ اختیار کریں اور ظلم کرنے لگیں۔ تو اُن کی تنبیہہ کے لئے بے شک سختی کا طریق استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ نہ دلائل سنتے ہیں۔ نہ نرمی سے سمجھتے ہیں۔ اور جب ذرا ڈٹ کر بات کی جائے تو مرعوب ہو جاتے ہیں۔ اور راستے سے ہٹ جاتے ہیں۔

حلالہ

از جناب مولوی عبدالحکیم صاحب مقام گھٹی وڈھوکڑی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

آجکل رواج ہے کہ عورت جب مطلقہ مغلظہ ہو جائے تو ایک فرضی حیلہ نکاح وغیرہ کرکے حلالے کی صورت کرتے ہیں جس کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ اپنے اعتبار کا ایک مرد تلاش کرکے حلالے کا نکاح کر دیا جاتا ہے۔ چند دن کے بعد اُسے چھوڑنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور عدت گذرنے کے بعد پہلے خاوند سے پھر اس عورت کا نکاح کر دیا جاتا ہے۔ بطور ثبوت دوسرے پارے کی ایک آیت پیش کی جاتی ہے۔

حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (الآیۃ)

(ترجمہ:- یہاں تک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے)

اس مروجہ حلالے کے اندر چند باتیں قابل غور ہیں:-

(ا) عورت کو ہمیشہ رکھنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔

(ب) حلالے والا نان نفقہ بھی نہیں دیتا۔

(ج) کبھی کبھی نکاح بھی عارضی اور موقت باندھا جاتا ہے۔

(د) اور بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ جس مرد سے حلالے کا نکاح کیا گیا اس سے پہلے ہی طلاق نامہ لکھوا لیا جاتا ہے کہ شاید نکاح کے بعد اس حلالے کے نکاح کو چھوڑنے کے لئے چون وچرا کرے اس صورت مذکورہ کو حلالہ کہتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ میعادی موقت نکاح ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ کیا آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بارے میں کوئی ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟

ترمذی شریف کتاب النکاح فی باب المحلل والمحلله صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۵ تک اس مسئلہ کی وضاحت موجود ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ اس حدیث کے راوی ہیں:- آپؐ نے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ المحلل والمحلله (ترجمہ حلالے کی صورت کرنے والا اور کرانے والا دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ معاذ اللہ۔ اسی باب میں آگے صفحہ ۱۴۵ میں آتا ہے کہ جو کوئی حلالے کا نکاح کرے اسے سنگسار کیا جائے۔ کیونکہ میعادی موقت نکاح نہیں ہوتا۔ اس لئے زانیوں والی سزا ہے۔ اسی باب کے خلاصے پر آتا ہے جو کوئی حلالے والا نکاح کرے اور بعد میں موبد یعنی ہمیشہ عورت بسانے کا خیال آجائے تو دوبارہ نکاح کرکے گھر میں رکھے ورنہ سنگساری کی سزا کا مستحق ہے۔

اس پر محدثین حضرات کا اتفاق ہے۔ معلوم ہوا کہ عارضی میعادی نکاح ہوتا ہی نہیں لہٰذا دوسرے پارے کی آیت حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (الآیۃ) کے اندر دوسرے نکاح کی قید ضروری ہے۔ جب حلالے کا نکاح صحیح ہی نہیں ہوا تو پہلا خاوند کیسے نکاح کر سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نکاح صرف ایجاب وقبول کا نام ہی نہیں بلکہ باقی شرائط بھی اگلی آیتوں سے معلوم ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں جہاں بھی نکاح کا ذکر آیا ہے وہاں لفظ مُحْصِنِیْنَ موجود ہے پارہ ۵ رکوع ۱ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ - ترجمہ:- بشرطیکہ طلب کرو اُن کو اپنے مال کے بعد قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو"

اسی رکوع میں دوسری آیت آتی ہے

وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ... مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ

(ترجمہ:- دو اُن کے حق مہر موافق دستور کے قید میں آنے والیاں ہوں نہ مستی نکالنے والیاں ہوں)

دونوں آیتوں کے ترجمے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح کرنے کے بعد عورت کو موبد اور مقید رکھنے کی نیت ہو۔ نہ کہ عارضی صحبت کے واسطے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بلفظ مُحْصِنٰتٍ کا ارشاد فرمایا ہے۔ تاکہ عورت وقتی کھلونا نہ بن جائے کہ مرد عارضی صحبت کے لئے لے لیویں اور پھر چھوڑ دیویں۔

عورت مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے میراث تک پاتی ہے زندگی تو زندگی مرنے کے بعد بھی چار مہینے دس دن مرد کو نہیں چھوڑتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ عورت چھپی یاری کرنے کے لئے اور عارضی نفع اٹھانے کے لئے نہیں ہے۔ لہٰذا مرد عورت کو ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھ کر اپنا جزو بنا لے ورنہ مرد ظالم قرار دیا جائے گا۔ مذکورہ حلالہ اگر جائز ہے۔ تو پھر متعہ کو جو کہ ہمارے بھائی شیعہ حضرات کرتے ہیں۔ وہ کیوں حرام ہے حالانکہ متعہ کے اندر نکاح بھی ہوتا ہے میعاد مقرر ہوتی ہے۔ حق مہر بھی دیا جاتا ہے۔ اور عورت کی مرضی بھی ہوتی ہے۔ پھر بھی اس کو شارع علیہ السلام نے حرام فرمایا ہے۔ مذکورہ بالا آیات سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے

جس طرح غیر اللہ کو حاضر ناظر سمجھنے والا عقیدہ بدعتیوں کو رافضیوں سے بطور ہدیہ کے ملا ہے۔ اسی طرح یہ تحفہ حلالے والے سنیوں کو شیعہ حضرات سے بطور مبارکبادی کے ملا ہے حالانکہ آجکل یہ حلالہ بھی ایسا ہے کہ عارضی نکاح کسی کو کر دیا جاتا ہے اور کرنے والا عارضی بیوی تصور کرتا ہے۔ اسی طرح کا ایک مشہور واقعہ آنکھوں سے دیکھا ہے:-

ہمارے شہر میں آجکل کے مسلمانوں نے اسی طرح کا پاپڑ بیلا ہے۔ عورت نائن تھی اور جس سے حلالہ کا نکاح کر دیا وہ اعوان تھا۔ اگر ہمیشہ نکاح میں رکھنے کا خیال ہوتا تو کبھی نائن اعوان کو نہ دیتے اور رواج تک ایسا ہوتا ہے حالانکہ وہ اعوان خود شادی شدہ تھا۔ اس جوڑے کے نکاح میں اس اعوان کا سسر خود گواہ تھا۔ حالانکہ اس کی لڑکی کی سوکن بن رہی تھی۔ پھر بھی یہ کام کیا۔ چند دن کے بعد لڑکے کو مجبور کیا گیا کہ چھوڑ دو۔ ورنہ تیرا طلاق نامہ ظاہر کر دیں گے۔ مجبوراً اُسے چھوڑنی پڑی۔ دیانت ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حلالہ ہے جس پر حضرت محمد رسول اللہؐ نے لعنت فرمائی۔

آپ فقہ کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھیں مثلاً فتاویٰ عالمگیری وغیرہ۔ وہاں آپ کو میعادی اور موقت نکاح حرام اور باطل لکھا ہوا ملے گا۔ ایک اور بات سن کر حیرانگی ہوتی کہ بعض ادارہ جات کے مفتیوں نے اپنے پاس اس حلالے کے لئے چند مشٹنڈے رکھے ہوئے ہیں کار قضا حلالے کا مسئلہ آیا تو فرمایا فکر مت کرو ہمارے اعتبار والے آدمی ہیں۔ جن سے تمہارا حلالہ نکلوائیں گے۔ اور ان مشٹنڈوں کو چالیس پچاس روپے بھی دلواتے ہیں۔ تاکہ پوشیدگی میں کام ہو جائے پھر اس عورت کا نکاح اپنے اعتبار والے آدمی سے کر دیتے ہیں۔ وہ رات اس کے پاس رہتی ہے۔ صبح اسے طلاق دلوا کر کہتے ہیں کہ جب اس کی عدت گذر جائے تو پہلے خاوند سے نکاح کر دیا جائے۔ یہ حلالہ ہے جس کو کہتے ہیں کہ امام اعظمؒ نے فرمایا ہے۔ یہ ہرگز نہیں۔ فلعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین (دیرینہ بگڑدن راوی)

اب دیکھنا یہ ہے کہ حلالہ کیوں بنایا گیا اور پھر مروجہ حلالہ عارضی نکاح والا پر لعنت کیوں فرمائی گئی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ شیطان ایک جزیرہ میں دربار لگاتا ہے اور اپنے کارندوں سے کاموں کی فہرست سنتا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے زنا کرایا دوسرا کہتا ہے کہ میں نے چوری کروائی۔ علیٰ ہذا القیاس سب باری باری اپنی فہرست پیش کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے عورت اور مرد کے درمیان تنازعہ ڈال کر طلاق دلوائی۔ شیطان اچھل کر اسے گلے لگاتا ہے اور خوش ہوتا ہے کہ تو نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ بغیر شرعی وجہ کے عورت کو طلاق دینا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ اور شیطان کے لئے نہایت خوشی کا مقام ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے کہا گیا کہ اے طلاق دینے والے! خبردار یہ بیوی تمہاری نہیں جب تو تمہاری غیرت آنکھیں دیکھتی رہیں گی کہ میری بیوی کسی اور کی بیوی ہے میں اس سے محروم ہوں تاکہ آئندہ اس حلالے کو دیکھ کر کوئی شخص بے قصور عورت کو طلاق نہ دے مگر آجکل غیرت کہاں گئی۔ ایک وقت طلاق دیتا ہے دوسرے وقت حلالہ مروجہ کرنے کے لئے اپنی بیوی سمجھتے ہوئے کسی اور کو دیتا ہے کہ ایک دو دن کسی اور کے پاس رہے اور پھر میری ہی ہے بے غیرت مرد کے سامنے مفتی یا قاضی پوچھتا ہے دوسرے حلالہ کا نکاح کرنے والے مرد کو تو نے اس عورت سے صحبت کی ہے۔ یہ سب کچھ وہ مرد جس کی بیوی تھی جس کی عزت تھی۔ اپنی آنکھوں سے سنتا ہے اور یہ بھی اسے معلوم ہے کہ میری بیوی آج فلاں مرد کے قبضے میں ہے فلاں اس کو ہاتھ لگا رہا ہے فلاں کے گھر میں ہے اور پھر بے غیرت کہتا ہے عارضی گئی ہے پھر میری ہی ہو جائے گی

مسلمان کی تو یہ غیرت تھی کہ اس کی بیوی کی طرف اپنا باپ یا سگا بھائی بھی گہری نظر اٹھا کر دیکھے تو اس کی آنکھ پھوڑ دے۔ خواہ کوئی بھی ہو جب کبھی گہری آنکھ اپنی بیوی کی طرف دیکھے تو مر جائے۔ یہ غیرت مسلمانی کا تقاضا ہے مگر اس کے باوجود بھی یہ دیوث بن کر حلالہ مروجہ کرتا رہتا ہے دیوث کے متعلق حضرت محمد رسول اللہؐ کا یہ فتویٰ ہے کہ اس پر جنت کی بو بھی حرام ہو گی۔ حالانکہ جنت کی بو پانچ سو سال کی مسافت تک ہو گی۔ لعنت کا مستحق ہو جاتے جنت سے محروم ہو جائے۔ دیوث بن جائے۔ مگر پھر بھی حلالہ نکل آئے۔ کاش عقل سے کام لیتا۔ قرآن اور حدیث میں کس شخص پر لعنت کا لفظ آیا ہے جہاں تک علم ہے۔ کسی مسلمان پر لعنت کا لفظ نہیں آیا۔ یہ کافی اشارہ ہے

مختصرات یہ ہے کہ

حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ (الآیۃ)

اس حلالہ کی صورت کا قائل ہوں۔ مثلاً کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے کر اپنے اوپر حرام کرے تو یہ عورت اپنی مرضی سے جہاں چاہے عدت کے بعد نکاح کر کے آباد ہو۔ خدانخواستہ دوسرا خاوند مر جائے یا کسی تنازعہ کی وجہ سے اپنی مرضی سے طلاق دے دے۔ پھر یہ عورت عدت کے بعد اگر پہلے خاوند سے صلح ہو گئی تو نکاح کر سکتی ہے۔ اور یہ صورت آیت پارہ ۲ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ

بیان کی گئی ہے۔

مذکورہ صورت مطابق قرآن حدیث کے ہے باقی تمام صورتیں غلط ہیں۔ آجکل حلالے والا نکاح عارضی اور موقت ہوتا ہے۔ نہ کفو کا خیال کیا جاتا ہے نہ رخصتی ہوتی ہے۔ نہ گھر میں آباد کرنے کی نیت ہوتی ہے تو حلالہ کیسے نکلا۔ مطلقہ مغلظہ ہونے کے بعد مرد قطعاً اس عورت سے کوئی واسطہ یا لالچ اور کسی قسم کا تعلق نہیں رکھ سکتا۔ اس پر تو ایسی حرام ہو گئی جیسے تمام عورتیں ہیں۔ اس لئے عورت اپنی مرضی سے جس سے چاہے نکاح کرے یا نہ کرے۔ نکاح کرانے یا نہ کرانے میں مرد کا کیا واسطہ جیسے تمام عورتوں کی شادیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کوئی غیرت نہیں آتی۔ غیرت کیوں آئے اس کا تو واسطہ ہی نہیں۔ بالکل اسی طلاق کے بعد خاوند عورت کا خیال چھوڑ دے اگر عورت کے ساتھ رہنا یا اپنا بنانے کا خیال ہو تو پھر یہ غیرت کیسے گوارا کر سکتی ہے۔ کہ اس کی عورت سے کوئی بات بھی کرے۔ بجائے اس کے کسی خاوند کے پاس چلی جائے اس . . . .

ہے رب العزت نے طلاق دینے والے کو یہ سزا دی ہے کہ جب تو نے طلاق دیدی تو پھر عورت سے تیرا کوئی واسطہ ہی نہیں۔ جہاں جائے جس سے نکاح کرے تیرا کیا واسطہ۔ جب آدمی زمین بیع کر دے تو جو چاہے چل چلاتے۔ بیچنے والے کا رونا دھونا کرنا بیکار ہے۔ کہ آئندہ اس واقعہ کو دیکھ کر وہ خاوند جن کی بیویاں گھروں میں موجود ہیں کبھی بھی بے تصور عورت کو طلاق دینے کا ارادہ نہ کریں۔ اور نصیحت حاصل کریں۔ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ فلاں شخص نے طلاق دی اور آج اس کی بیوی فلاں شخص کے گھر آباد ہے یا فلاں گھر کی رونق بنی ہوئی ہے تاکہ گناہ کبیرہ کی روک تھام ہو جائے۔ اور روزانہ طلاق مطلقہ کا تصور بھی ختم ہو جائے۔ جرم بے میں شیطان کا چھپنا کودنا بھی ختم ہو جائے۔ مگر آجکل اُلٹا مولویوں نے طلاق کی جرأت دلاتے ہوئے لوگوں کو یہ حیلہ بتایا ہے کہتے ہیں کہ چند دن میں تمہاری بیویوں کو پاک کر کے پھر تمہیں دے دیں گے۔ جیسے ہندو لوگ عورتوں کو گنگا لے جا کر پاک کرتے ہیں۔ ایسے ہی مطلقہ عورت کو حلالے کے نکاح کی ترغیب دے کر پاک کرتے ہیں۔

اس رسم کو مٹانے کے واسطے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

لَعَنَ اللّٰہُ الْحَلَالَ وَالْمُحَلَّلَ (مشکوٰۃ شریف)

اگر شریعت میں یہ چیز جائز ہوتی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں حلالہ کرنے والا اور کرانے والے کے حق میں سنگساری کا حکم صادر فرماتے۔ غور کریں آج اس حلالے پر علمائے کرام اور مفتیان حضرات قرآن کی آیات پیش کرتے ہیں کہ حلالہ جائز ہے۔ حالانکہ جامع القرآن خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں اس حلالے کے نکاح کو منسوخ فرمایا تھا۔ (روح المعانی)

مگر ان تمام باتوں کو جانتے ہوئے پھر بھی لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیتے ہیں اور آجکل جرأت سے کہتے ہیں کوئی بات نہیں غصہ کے اندر تو نے طلاق دی ہے۔ ایک دو دن میں تمام معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ بے غیرت مسلمان کف دست ملتا ہوا اور اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہوا یہ مروجہ حلالہ گوارا کر لیتا ہے۔ بیوی تو میری ہی ہے چند دن کسی اور کے پاس جاتے تو کیا حرج ہے۔ خواہ لعنتی ہو جاؤں یا دیوث بن جاؤں، میرے ساتھ چند اور رشتہ دار معہ حلالے کے نکاح کرنے والے ملاں یا قاضی کے لعنتی ہو جائیں۔ تمام پر جنت کی بو حرام ہو جائے مگر پھر بھی بیوی میری ہی ہے۔ کان کھول کر سن لو۔

علمائے کرام کے نام چیلنج

میں تمام پاکستان کے علمائے کرام کو ایک چیلنج دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کس کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

"بغیر شرعی وجہ کے کسی خاوند کو طلاق کے لئے مجبور کیا جائے"

تو اس کا جواب نفی میں ہی ہو گا۔ تو جس مرد سے حلالے کا نکاح کیا جاتا ہے اس کو چند دن کے بعد برادری یا سوسائٹی طلاق کے لئے کیا آجکل مجبور نہیں کرتی۔ ہاں ضرور کرتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نکاح عارضی وقتی میعادی تھا۔

پارہ ۲ کی آیت

حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ الآیۃ

کی تفسیر میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ مطلقہ عورت جب دوسرے خاوند سے نکاح کرے تو اس کو طلاق کے لئے مجبور کیا جائے۔ اگر حلالے کے نکاح والے کو طلاق کے لئے مجبور کر سکتے ہیں تو باقی شادی شدہ مردوں کو بھی طلاق کے لئے مجبور کیا جائے۔ مگر کسی کو ذرا مجبور کر کے تو دیکھیں اور پھر اپنے سر کی بھی خیر مانیں یہ سراسر حلالہ حیلہ بازی اور غداری ہے اور خدا سے دھوکا بازی ہے۔ اس لئے ایسے مجرموں کے لئے حدیث پاک میں آیا ہے۔ کہ قیامت کے دن ان کی دُبر کے درمیان جھنڈا گاڑھا ہوا ہو گا اور اس پر یہ لکھا ہوا ہو گا کہ یہ غدار تھا۔ تب پتہ چلے گا۔

(خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے)

اب بات کو ختم کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ تمام علمائے کرام سے معافی مانگتا ہوں کہ مجھے صرف مسلمانوں کی عزت و آبرو کو لٹتے دیکھ کر دل میں رنج آیا اور چند دوستوں نے بھی اپنے اپنے علاقے کے حالات بتلاتے سن کر افسوس ہوا۔ چند دوستوں کے مشورے سے یہ مضمون رسالے میں دے دیا ہے۔ جو پڑھنے والے حضرات اس کو پڑھیں۔ وہ مہربانی فرما کر اس کا صحیح مفہوم قوم تک پہنچائیں اور میرے لئے دعا کریں کہ مجھے اللہ تعالیٰ عزت نصیب کرے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو عزت و آبرو سے رکھے۔ اور بلا سند بے علم مفتیان حضرات سے اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین!

یَلُوْحُ الْخَطُّ فِی الْقِرْطَاسِ دَھْرًا
وَکَاتِبُہٗ رَمِیْمٌ فِی التُّرَابِ!

دورۂ تفسیر

انشاء اللہ امسال دورۂ تفسیر کے لئے داخلہ ۲۸ شعبان ۱۳۷۵ھ سے شروع ہو گا۔

یکم رمضان المبارک سے باقاعدہ سبق شروع ہو جائے گا۔ مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل علماء حضرات کو داخلہ کی دعوت دی جاتی ہے۔ دورۂ تفسیر ماہ ذیقعد کے آخر تک ختم ہو جائے گا۔ تاکہ شامل ہونے حضرات عیدالاضحےٰ کے موقع پر اپنے گھر پہنچ سکیں

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

از علامہ حکیم حافظ محمد یوسف رشید چغتائی ایڈیٹر ماہنامہ الشفاء کہروڑ پکا

زبان — مسلمان کسی ملک کا باشندہ کسی زبان کا بولنے والا ہو، لیکن اس کو کم از کم اتنی عربی زبان کی تعلیم واجب ہے جس میں نماز پڑھ سکے قرآن مجید کی تلاوت کر سکے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ کا مسلمان نبی عربی کی زبان سے کچھ نہ کچھ ضرور واقف ہوتا ہے۔ اور اس زبان کو مذہبی نشانی اور اسلامی توقیر سمجھتا ہے اور تمام خیر و برکت کا سرچشمہ عربی کو جانتا ہے اور جس حیث ایمانی میں قوت اور نبی عربی کی عزت اسلامی مذہبی زبان عربی ہوتی ہے اور پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اب مملکت اسلامی اور جمہوریہ اسلامی بن چکی ہے اسکی زبان بھی لازمی عربی ہو۔

اسلامی لباس — لباس میں بھی قومیت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ کوئی لباس اسلام کے لئے تقوی سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے وَلباس التقوی۔ پرہیزگاری کا لباس پہنو وہ لباس اختیار نہ کرو جس میں تمہاری خصوصیت نمایاں نہ رہے لوگ تم کو غیرت کا لباس پہنے دیکھ کر اسلامی خصوصیات میں مشتبہ نہ ہوں۔ قومیت کی حفاظت کرو۔ خودداری کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ غیر اسلام کا لباس پہنو گے۔ تو وہ خصوصیات اور نمائش نہ رہے گی۔ صورت ظاہری اسلام کی دوسری قوموں میں مختلف ہو جائے گی۔ تمہاری اسلامیت جو صورت دیکھتے ہی دوسری اقوام کی سمجھ آسکتی ہے وہ بیان اور شہادت کی محتاج ہو جائے گی۔ اسلامی وردی اور خدائی فوجی لباس ایک ہی طرح کا ہونا چاہیے۔ تاکہ اسلام کی شان و شوکت و عظمت حرمت و عزت اور اس کے افراد کی کثرت ہیبت دوسری اقوام کی نظروں میں قائم ہو اسلامی شان و رعب قائم رہے۔ اسلام کا ہر شاہ و فقیر مذہب قومیت میں ایک سے دوسرں کا لباس پہن کر قومیت کی تحقیر اور مذہب کی بے عزتی نہیں کرنا چاہیے۔

عام زندگی — مسلمانوں کو ہر ایسے فعل و عمل سے روکا ہے جو خودداری کے خلاف ہو کھانے پینے چلنے پھرنے لباس پہننے اُٹھنے بیٹھنے میں کوئی ایسی بات نہ کرے جو خلاف شان اور نامناسب ہو۔ عزت اسلامی کے خلاف ہرگز نہ ہونے پائے پست قوموں کی سی زندگی بسر نہ کرے اور اس کو خلاف مروت کہہ کر عدالت میں ایک بدنما دھبا لگے۔ پست قوموں کی وہ حلال چیزیں جس میں عتاب نہیں ہے اُن کو اختیار کرنے کی بھی ممانعت ہے۔

اتحادِ عمل

قومیت کی حفاظت یکجہتی و اتحاد عمل سے قائم کی گئی ہے ہر ماہ و ہر روز و ہر ساعت کے لئے تمام مسلمانوں کے واسطے اعمال ضروریہ کی تعین کی ہے۔ دین و دنیا کا ہر کام دُنیا کے ہر گوشے میں مسلمان ایک ہی وقت پر بجا لائے تاکہ غیر قوم ایک مسلمان کو کسی کام میں مشغول دیکھ کر سمجھ لے کہ اسلامی دُنیا اور اسلامی ملک کا ہر فرد اس وقت اسی کام میں مشغول ہے۔ رمضان المبارک کے تیس روزے دُنیا کے ہر گوشے کے تمام مسلمان ایک ہی وقت پر رکھتے ہیں عید کا روز سعید ایک ہی وقت پر ہوتا ہے۔ پنجگانہ فرض نماز کا وقت دنیا بھر میں ایک ہی ہے اپنے گھروں کو چھوڑ کر حج بیت اللہ کا سفر عالم بھر کے مسلمانوں کے لئے ایک ہی وقت پر ہے۔ دنیاوی اُمور کے بھی ایک ہی وقت میں ہونے کا حکم ہے تمام مسلمانوں کے لئے ہر کام کا زمانہ ایک ہی رکھا گیا ہے اور پابندی وقت کا عمدہ سبق دیا گیا ہے۔ غور سے اگر سوچو تو پھر فوائد کے راز منکشف ہوں علی الصبح صبح کا ناشتہ اور عشاء کا کھانا مستحب ہے کھانے کے بعد قیلولہ استراحت کا حکم ہے۔ دُنیا میں کس قوم کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ اپنے شاہ و گدا عالم و جاہل کی زندگی اور ہر ساعت کے ہر عمل سے مطلع ہو۔ لیکن اسلامی زندگی کا پروگرام بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر مسلمان کے واسطے ایسا مضبوط بنا دیا ہے۔ کہ یہ تار برقی سے کروڑوں درجہ بہتر ہے کہ فی الفور ایک دوسرے کے مسلمان حال معلوم کر کے کہ آج ہمارا لائحہ عمل یہ ہوگا۔

ملاقات — مسلمانوں کو خانہ نشینی و عزلت کی ممانعت ہے باہمی میل جول ملاقات برادران اسلامی کے کاروبار میں شرکت کا حکم ہے کسی فرد اسلامی کا معطل و بیکار رہنا شارع اسلام کو منظور نہیں اور قومیت خودداری مساوات و اخوت پر احباب سے ملاقات میں بہت زور دیا گیا ہے

سلام

سب سے پہلے سلام کا طریقہ معین کیا ہے اور تاکید کی گئی ہے۔ شاہ ہو یا وزیر و فقیر بلا تفریق ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ اخلاص مندانہ سلامتی کی دُعا کرتا ہے۔ السلام علیکم کہہ کر اپنے بھائی سے تعرف و شناسائی پیدا کرتا ہے۔ جواب سلام کے لئے حکم ہے۔ فاذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا۔ جو تم پر تحیت سے سلام کرے اس سے بہتر جواب دے کر اپنی خوش اخلاقی و محبت کا اس سے اظہار کرو۔ علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر جواب دو۔ تم سلامت رہو ہم کو سلامتی کی دُعا دینے والے خُدا کی تم پر ہمیشہ نظر لطف و رحمت رہے اور تمہارے کاموں میں برکت ہو۔ سلام کے آداب میں معین کر کے اسلامی خودداری اور قومی اعزاز کو جیسا بتایا ہے کسی مذہب میں اس کی نظیر نہیں۔ سوار پیادہ کو سلام کرے۔ راہ گیر اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ سوار اپنے مرکب پر مغرور نہ ہو۔ پیادہ کو ذلیل و حقیر نہ سمجھے راہ گیر۔ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور اس کی عزت کرے۔ اور بیکار و کاہل بیمار و عاجز سمجھ کر غرور نہ کرے۔ چھوٹوں کو بڑوں کی بزرگداشت کا حکم ہے۔ بتایا گیا ہے کہ بڑوں نے زائد عمر تک زندگی بسر کی ہے اور چھوٹوں سے زیادہ عبادت کی ہے۔ لہٰذا وہ واجب التعظیم ہیں۔ چھوٹوں کو اُن کا وقار و عزت لازمی ہے۔ پھر بڑوں کو اُن چھوٹوں کی توقیر کا حکم ہے۔ قوم کی عزت و خودداری کی نگہداشت کی گئی ہے۔

(باقی باقی)

یادِ رفتگان

الحاج مولٰنا مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے خود نوشت سوانح حیات

(۳)

میلہ پھلیرا اور حکیم غلام محمد :- والد صاحب قبلہ کے ملنے والوں میں ایک صاحب میلہ پھلیرا تھے - بڑے خدا رسیدہ بزرگ اور نیک انسان تھے - ان کے پاس حکیم غلام محمد صاحب آئے - حکیم صاحب کشمیر کے رہنے والے تھے اور لاہور آکر طب کا کام شروع کیا تھا - لیکن نو وارد ہونے کے سبب کامیاب نہ ہو سکے - میلہ پھلیرا سے ان کا اچھا میل جول ہو گیا - تو ایک دن ان سے کہنے لگے کہ میری خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کرا دیں شاید اس طرح میری مشکلات حل ہو جائیں - پہلے تو میلہ پھلیرا نے انکار کیا لیکن حکیم صاحب کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو فرمایا کہ جمعہ کے دن مسجد وزیر خاں میں جا کر ہزار دفعہ درود خضری پڑھنا یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اور جو شخص سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو - اس سے اپنا مقصد بیان کرنا " حکیم صاحب نے دریافت کیا - کہ اگر کسی وجہ سے پہلی دفعہ تلاش کرنے میں ناکام رہوں تو کیا کروں " - اس پر آپ نے کہا " پھر جو شخص سب سے بعد مسجد سے نکلے گا وہ تمھارا مطلب پورا کر دے گا "

چنانچہ حکیم صاحب جمعہ کے روز سب سے پہلے مسجد وزیر خاں پہنچ کر آنے والوں کا انتظار کرنے لگے - اور دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سب سے پہلے ایک نہایت خوش پوش پٹھان آیا ہے - عمر بھی کچھ زیادہ نہ تھی - حکیم صاحب کے ذہن میں خواجہ خضر علیہ السلام کا تصور ہی اور تھا - وہ خیال کرتے تھے کہ وہ ضعیف العمر، لمبا چغہ پہنے ہوئے سفید ڈاڑھی، سر پر سبز عمامہ والے ہوں گے - مگر آنے والے میں ان میں سے ایک چیز بھی نہ پائی جاتی تھی - نتیجہ یہ کہ حکیم صاحب ان سے کچھ بھی نہ کہہ سکے - جمعہ کی نماز کے بعد جب سب نمازی چلے گئے تو وہی پٹھان مسجد میں رہ گیا - مگر حکیم صاحب نے پھر بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی - آخر کار حکیم صاحب وہاں سے اُٹھ کر اُس دریچہ میں جا بیٹھے جو بازار کی طرف ہے - تھوڑی دیر بعد وہ پٹھان بھی وہاں جا پہنچا اور سامنے کوتوالی کے چوک کی طرف نظر اُٹھا کر کہنے لگا - "بعض مقامات بڑے سخت ہوتے ہیں - اور یہ جگہ تو ہمیشہ ظلم و ستم کی آماجگاہ رہی ہے - اس جگہ جہاں اب کوتوالی ہے کبھی دریا بہتا تھا - اور عین اس جگہ ایک خوفناک بھنور پڑا کرتا تھا - جو کشتی اس کی لپیٹ میں آجاتی - غرق ہو جاتی - دریا ہٹا تو یہیں ایک لق و دق جنگل بن گیا اور اسی مقام پر ایک شیر رہنے لگا - جو آنے جانے والوں کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا - جب یہاں آبادی ہوئی تو وقت کی حکومت کی طرف سے یہاں ایک " لال کنڑا " پڑا رہتا - جس پر مجرموں کے ہاتھ پاؤں کاٹے جاتے تھے - اب انگریزی عملداری ہوئی - تو یہی جگہ کوتوالی بنی - جس میں لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی ہیں " یہ کہہ کر وہ چل دیا -

اگلے دن حکیم صاحب پھر میلہ پھلیرا کے پاس پہنچے اور شکایت کی کہ " مجھے کوئی ایسا آدمی نہیں ملا - جس سے میں اپنا مقصد بیان کرتا " - اُنھوں نے پوچھا کہ " کل مسجد میں تمھیں کوئی آدمی ملا ہی نہیں ؟ " حکیم صاحب نے بتایا - کہ " ایک پٹھان نما شخص ملا تھا - جس نے ایسی ایسی باتیں کیں " - میلہ پھلیرا نے جواب دیا - کہ " سب کچھ تو اس نے بتا دیا - اس پر بھی تم نہ سمجھے - تو تمھاری اپنی قسمت " - آخر حکیم صاحب بہت آزردہ اور پشیمان ہوئے - ان کی آزردگی دیکھ کر انھوں نے کہا - " آخر آپ کس غرض کے لیے خواجہ خضر علیہ السلام سے ملنا چاہتے ہیں " حکیم صاحب نے اپنی حالت بیان کرتے ہوئے کہا - کہ " کم از کم پانچ روپے روز کا میرا خرچ ہے - لیکن آمدنی اس قدر نہیں " اس پر میلہ پھلیرا صاحب نے فرمایا - " جاؤ اللہ کریم تمھارے حق میں بہتر کرے گا "

چنانچہ حکیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انھی ایام میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رانی جو " بھوری سرکار " کے نام سے مشہور تھیں - بیمار ہو گئیں - بہت علاج معالجے کیے - لیکن آرام نہ آنا تھا نہ آیا - ہوتے ہوتے رانی کو حکیم غلام محمد صاحب کے آنے کی اطلاع ملی - چنانچہ طلبی ہوئی اور حکیم صاحب علاج کرنے لگے - خدا کی قدرت رانی بالکل تندرست ہو گئیں اور حکیم صاحب کے لیے پانچ روپے روزینہ مقرر ہو گیا -

سچّا معمار :- والد صاحب مرحوم کے دوستوں میں ایک صاحب میاں سچّا معمار بھی تھے - جو امام غلام محمد صاحب مرحوم امام و خطیب مسجد وزیر خاں کے ہم عصر تھے - یہ حقّہ پیا کرتے تھے - اور مسجد وزیر خاں کی پرلی طرف ملحقہ حصّہ میں ان کا مکان تھا - وہ جب بارہ بجے گھر کھانا کھانے آتے تو آتے جاتے قبلہ والد صاحب سے علیک سلیک ضرور ہو جاتی آپ نے جب کبھی انھیں اس وقت حقہ پینے کو کہا تو اُنھوں نے یہی جواب دیا کہ " میں صرف کھانا کھانے کے لیے آیا ہوں - اس وقت حقہ پینے میں وقت صرف کرنا قطعی حرام ہے "

مولوی غلام محمد صاحب عرف گاموں امام مسجد وزیر خاں کے متعلق مشہور ہے - کہ وہ اولیاء اللہ میں سے تھے - اور انھیں زیادہ تر شیر کا قالب پسند تھا - مسجد وزیر خاں کی شمالی چوکھنڈی میں سکونت رکھتے تھے اور یہیں عبادت کرتے تھے - چوکھنڈی تک جانے کے لیے جو سیڑھیاں تھیں - ان کے آگے لکڑی کا ایک دروازہ بنا تھا - جس میں کنڈی کے علاوہ ایک ہوڑہ بھی لگا ہوا تھا - جو اندر باہر دونوں طرف سے کھل سکتا تھا - ایک دفعہ میاں اللہ بخش صاحب شیشہ گر امام صاحب سے ملنے کے لیے ہوڑہ کھول کر اُوپر چلے گئے - دیکھا کہ صحن میں شیر ببر ٹہل رہا ہے - میاں اللہ بخش بیہوش ہو کر گرنے کو تھے - کہ شیر کے مُنہ سے آواز نکلی " میاں اللہ بخش آجاؤ میں گاموں ہوں " میاں اللہ بخش نے جب یہ قصّہ میاں سچّا معمار کو سُنایا - تو اُنھوں نے شام کے بعد میاں گاموں سے کہا - کہ " آپ نے آج بچّے کو ناحق ڈرا دیا - بوسیائی کو مداری کا کھیل بنا لینا کہاں تک جائز ہے " - امام صاحب نے فرمایا کہ " تم جاہل لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے " - اس پر دو چار دن نہ تو میاں سچّا اُن کے پیچھے نماز پڑھنے گئے اور نہ ہی امام صاحب نے اس کی کچھ پروا کی - چوتھے پانچویں روز میاں اللہ بخش مرحوم بازار انارکلی میں سے گزر رہے تھے - کہ چلتے چلتے ان کی آنکھیں بند ہو گئیں - دیکھا - کہ ایک سبز پوش بزرگ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے - کہ " امام گاموں سے کہہ دینا کہ میاں سچّا ہی سچّا ہے " - شام کو آکر میاں اللہ بخش نے سارا قصّہ امام صاحب کو سُنایا - وہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ میاں سچّا کے گھر پہنچ کر دروازے پر بلند آواز سے پُکارنے لگے " آ میاں سچّا تو سچّا اور میں جھوٹا " چنانچہ میاں سچّا نیچے آکر امام صاحب کے ساتھ مسجد میں تشریف لے گئے -

میاں سچّا کے متعلق ایک روایت اور بھی مشہور تھی - کہ حج کے روز وہ یہاں لاہور میں چلتے پھرتے - بقر عید کے لیے سودا وغیرہ خریدتے دیکھے جاتے مگر لاہور کے حاجی جب واپس آتے تو دریافت کیا کرتے " حضرت آپ کب آئے - ہم نے آپ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا تھا - اور خیال کیا کہ طواف سے فارغ ہو کر آپ سے ملاقات کریں گے - لیکن باوجود تلاش کے آپ کہیں نہ ملے " - کوئی آکر بیان کرتا " میدانِ عرفات میں میاں صاحب ہمارے قریب ہی تھے - لیکن ذرا نظر چوکی اور پھر کہیں نہ ملے " - آپ سنتے تو فرماتے کہ " تمھیں دھوکا ہوا ہوگا - کوئی اور ہوگا - میں تو یہیں بھٹک رہا ہوں " -

ان کی سچائی کی ابتدا یوں بیان کی جاتی ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں کرنل اوی طویلے جو مہاراجہ کی فوج کا فرانسیسی سردار تھا - اپنے لیے ایک کوٹھی بنوائی - میاں سچّا ایک کامل فن معمار تھے - اس لیے کسی نے آپ کا نام کرنل صاحب کے پیش کر دیا - چنانچہ اس نے اُنھیں بُلا کر کوٹھی کا نقشہ سمجھا دیا اور کہا - کہ اس کا تخمینہ بتا دیجیے - میاں سچّا نے جو رقم بتائی کرنل صاحب نے اس کے مطابق روپیہ لا کر ان کے سپرد کر دیا

(باقی باقی)

بچوں کا صفحہ

اسلامی جمہوریہ

پیارے بچو! تمہیں اسلامی جمہوریہ مبارک ہو!

از سید مشتاق حسین صاحب بخاری لاہور

حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے تم ہی اس مبارک باد کے مستحق ہو کیونکہ اسلامی ملک کی تعمیر تمہارے ہی شانوں کا انتظار کر رہی ہے۔ تم عمر کے اس دور میں ہو جبکہ دلوں کی تختیاں صاف ہوتی ہیں۔ دماغ۔ پاکیزہ اور تر و تازہ ہوتے ہیں۔ ذہن خالی اور نیک و بد کے اثر کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ذمہ داریاں اور افکار بہت کم ہوتے ہیں۔ نہ روزگار کا غم ہوتا ہے اور نہ بود و باش کا خیال۔ تمہارا کام فقط علم حاصل کرنا ہے اور علم حاصل کر کے علم کے تقاضے کے مطابق اس پر عمل کرنا ہے۔

عزیزو! تمہاری خوش قسمتی ہے کہ اس زمین میں "اسلامی جمہوریہ" کی بنیاد پڑ چکی ہے۔ تمہیں اللہ تعالے کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ تمہیں اس کے لیئے جد و جہد نہیں کرنا پڑی! اغیار سے لڑنا نہیں پڑا۔ مخالفین سے نپٹنا نہیں پڑا۔ قربانیاں نہیں دینی پڑیں۔ یہ سب مشقتیں اور محنتیں تم سے پہلے آنے والے کر گئے۔ اور یہ سب مراحل پہلے ہی طے ہو گئے۔ تمہارے ذمے صرف ایک ہی کام ہے وہ یہ کہ اس سرزمین میں اللہ تعالے اور اس کے برگزیدہ رسولؐ کا نام بلند کرنا اپنی زندگیاں اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نمونہ پر ڈھالنا۔ سچے اسلام کو زندہ کرنا اور اس کی تمام دنیا میں تبلیغ کر کے عام انسانیت کو نیک راستہ پر چلانا۔ اپنے لیئے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا اور دوسرے کیلیئے بھی خوشنودی حاصل کرنے کا سامان پیدا...

پیارے بچو! ابھی سے صحیح معنوں میں مسلمان بننا شروع کر دو۔ سب سے پہلے مسلمان کا شیوہ پانچ وقت کی نماز ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم اسلامی جمہوریہ میں بے نمازی رہو۔ اسلام کی تعلیم حاصل کرو اور اس پر عمل کرنے کا سلیقہ اپنے بزرگوں کی زندگیوں سے لو۔ تمہیں ہر وقت اس کا شدید احساس ہونا چاہیئے کہ تم ایک اسلامی ملک کے معمار ہو۔ اور کل تک اس کی نگرانی کا بوجھ تم پر ڈال دیا جائے گا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اب تک ہم دوسرے ممالک کے دست نگر تھے۔ کوئی ہمیں کپڑا بن کر بھیج دیتا۔ کوئی ہمارے لیئے اناج لاتا۔ کوئی گاڑیاں بناتا۔ اور کوئی مشینیں فراہم کرتا۔ ہم میں ایسے آدمیوں کی کمی ہے جو صحیح معنوں میں کسی فن اور حرفت کے ماہرین کہلا سکیں۔ لیکن اب یاد رکھو! ہماری مشینیں چلانے جرمنی سے لوگ نہیں آنے چاہئیں اور علاج کرانے کے لیئے ہمیں دوسروں کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ اپنے ملک میں صنعت و حرفت کو رائج کرنے کے لیئے دوسروں کی طرف دیکھنا نہ پڑے۔ یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ آزاد ممالک کی یہ شان نہیں ہوتی کہ اپنے کام کرانے کے لیئے دوسروں کو کہیں۔ اس لیئے تم محنت کرو اور اچھی طرح علم حاصل کرو۔ نہ صرف خود دوسرے کی مدد سے بے نیاز ہو جاؤ بلکہ اس قابل بن جاؤ کہ سچے مسلمان کی طرح وقت پڑنے پر دوسروں کی امداد بھی کر سکو۔

عزیزو سوچو! آج دنیا کی نظریں تم پر لگی ہوئی ہیں۔ تمہاری آزمائش کا وقت ہے۔ دنیا دیکھنا چاہتی ہے کہ تم اپنی آزادی برقرار رکھ سکتے ہو یا نہیں۔ اور تم صحیح معنوں میں مسلمان بنتے ہو یا نہیں۔

آخر میں اللہ تعالے سے دعا کرو کہ وہ تم سے بہترین طریق پر اپنے دین اور ملک کی خدمت لے تمہاری ہمتوں کو بلند کر دے۔ تمہیں حقیقی طور پر نیک و صالح بنائے۔ اور تمہاری وجہ سے اس دین اور ملک کا نام روشن ہو۔ آمین!

نصیحت

حضورؐ اکرم نے نصیحت فرمائی ہے کہ:۔

(۱) دو عادتیں ایسی ہیں جو سب سے زیادہ عمدہ ہیں۔ ایمان باللہ اور مسلمانوں کی خیر خواہی۔ اور دو عادتیں سب سے زیادہ بری اور ضرر رساں ہیں۔ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانا۔ اور مسلمانوں کی بد خواہی اور ان کے ساتھ بد اندیشی و بد معاملگی سے پیش آنا۔

(۲) دوسری نصیحت میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ۔ "تم علماء کی ہم نشینی کو اپنے لیئے لازم کر لو اور داناؤں کی باتیں سنا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالے حکمت کی روشنی سے دل مردہ کو یوں زندہ کر دیتا ہے۔ جیسے خشک زمین کو آب باراں سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔"

(مرسلہ ش۔ ب)

— کراچی - ۱۸ مارچ - آج بجٹ پر دوسرے دن کی بحث کے دوران میں بتایا گیا کہ مرکزی حکومت بنگال کے لئے ایک ارب تیس کروڑ روپیہ کے ترقیاتی منصوبوں کی منظوری دے چکی ہے۔

— ملتان - ۱۸ مارچ شدید بارش اور ژالہ باری کی وجہ سے ضلع ملتان میں فصلوں مویشیوں اور املاک کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

— لاہور - ۱۹ مارچ - آج حسینی والا کے قریب بھارتی فوج سے تصادم میں پاکستان کی سرحدی پولیس کے ۱ سپاہی شہید اور ۱ مجروح ہوئے۔ بھارتی فوج نے مشین گنوں اور چھوٹی توپوں سے زبردست فائرنگ کی۔ بھارتی فوج کے ۹ سپاہی ہلاک اور ۶ زخمی ہو گئے۔ دونوں ملکوں کے فوجی حکام کی مداخلت سے لڑائی بند ہو گئی۔

— کراچی ۱۹ مارچ - وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے بھارت کو خبردار کیا ہے کہ وہ اپنی جارحانہ کارروائیاں فی الفور روک دے - انہوں نے اعلان کیا کہ ضرورت پڑنے پر ہم پوری قوت سے اپنے وطنِ عزیز کی حفاظت کریں گے۔

— لاہور - ۲۱ مارچ - گذشتہ شب ہندوستانی بارڈر فورس نے پھر جارحانہ رویہ کا مظاہرہ کر کے لاہور سے ۴۲ میل کے فاصلے پر بھانا بہر کی کے نزدیک پاکستان کے ایک علاقہ پر ناجائز قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کی - پاکستانی سرحدی پولیس نے جوابی کارروائی کر کے اُن کی یہ کوشش ناکام بنا دی۔

— کراچی - ۲۲ مارچ - آج اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے نفاذ کے بعد پاکستان کا ڈومنین کا درجہ ختم ہو جائے گا اور وہ دولتِ مشترکہ میں ایک مکمل آزاد اور خود مختار جمہوریہ کا درجہ حاصل کرے گا۔ تمام پاکستان میں یوم جمہوریہ شاندار طریقے سے منایا جائے گا۔

لاہور - ۲۲ مارچ معلوم ہوا ہے کہ ۳۰ جون تک مغربی پاکستان میں کسی مزارع کو بے دخل نہیں کیا جائے گا - مزارعین کو مستقل بنیادوں پر آباد کرنے کی جامع سکیم تیار کی جائے گی۔

— راولپنڈی - ۲۴ مارچ - کل راولپنڈی میں یوم جمہوریہ کے موقع پر تماشائیوں کی دھکم پیل کے بعد ریلوے پل کی ایک دیوار گر گئی - اس سانحہ میں ۲۴ اشخاص جان بحق اور ۶۵ اشخاص مجروح ہوئے - راولپنڈی میں یوم جمہوریہ کی مسرتیں دفعتہً نوحہ غم میں تبدیل ہو کر رہ گئیں۔

— کراچی - ۲۴ مارچ - معلوم ہوا ہے کہ روسی مدبرین نے اپنے حالیہ دورۂ پاکستان میں اس ملک کو اقتصادی اور فنی امداد کی پیشکش کی ہے - پاکستان کے وزرائے اعظم اور خارجہ سے ملاقات کے دوران میں روسی نائب وزیر اعظم نے دونوں ممالک کے درمیان گہرے تعاون کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

— کراچی - ۲۴ مارچ - پاکستان کی تاریخ میں کل پہلی مرتبہ وزیر اعظم کی طرف سے دی گئی مجلس استقبالیہ میں کسی خاتون کو بھی شرکت کی دعوت نہیں دی گئی حتیٰ کہ بیرونی سفیر بھی اپنی بیگمات کو ساتھ نہیں لا سکے۔

— کراچی - ۲۴ مارچ - کل جلسۂ عام میں جب بھارتی وزیر مسٹر مہر چند کھنہ تقریر کرنے کے لئے اُٹھے تو عوام نے زبردست احتجاج کیا اور نعرے لگاتے کہ واپس چلے جائیے - انہوں نے بھارت کے خلاف اور کشمیر کے حق میں نعرے لگائے۔

— لاہور - ۲۴ مارچ - کل تمام پاکستان میں نہایت تزک و احتشام سے جمہوریہ اسلامی منایا گیا - مساجد میں نماز جمعہ کے وقت جمہوریہ اسلامی کی کامیابی اور پاکستان کے استحکام کے لئے دعائیں کی گئیں

— لندن - ۱۸ مارچ - بھارت کے وزیر اعظم نے انگلستان کے اخبارات کو بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کے لئے امریکی فوجی امداد کے سلسلہ میں امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس نے بھارت کو جو یقین دلایا ہے - اس کے باوجود بھارت کے خدشات ختم نہیں ہوئے۔

— نئی دہلی - ۱۹ مارچ - یہاں معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم پاکستان نے بھارت کو باضابطہ طور پر تجویز پیش کی ہے کہ دونوں طرف کے اعلیٰ حکام کی کانفرنس میں سرحدی حملوں کی روک تھام کے ذرائع سوچے جائیں - یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پاکستانی سفیر راجہ غضنفر علی نے یہ تجویز فوراً بھارتی حکومت کے حوالہ کر دی۔

— پیرس - ۲۰ مارچ - آج یہاں فرانس اور تونس کے نمائندوں نے . . . . . تونس کے اعلان آزادی پر دستخط کر دیئے - اس معاہدے کے تحت تونس کو اپنی فوج اور دوسرے ملکوں سے سفارتی تعلقات قائم کرنے کا بھی حق حاصل ہو گیا ہے۔

— نئی دہلی - ۲۰ مارچ - بھارتی وزیر اعظم نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا ہے - کہ وزیر اعظم پاکستان نے ہند و پاکستان کی سرحدوں کے لئے باؤنڈری کمیشن کے قیام کی جو تجویز پیش کی ہے - وہ بھارت کو منظور ہے اور وہ اس سلسلہ میں فوری کارروائی پر آمادہ ہے۔

(پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور اندرون دروازہ شیرانوالہ سے شائع ہوا)